یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے

ھذا الکتابنا ینطق علیکم بالحق

الموسومۃ

بدرۂ حیدریہ

لنقض

فیصلۂ ابی بکریہ

از تصنیفات عالیجناب تقدس مآب حبر علام بحر قمقام مولوی الثقلین جناب
مولوی سید محمد حسین صاحب قبلہ نوگانوی پیشنماز دام ظلہم
بسرپرستی عالیشان سمو المکان جناب سید حامد علیخاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر دامت حشمتہ

صرف ٹائٹل پیج

در مطبع چشمۂ کوثر سہارنپور باہتمام سید ندا حسین حلیۂ طبع پوشید

فہرست رسالہ درہ حیدریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سوال

ان العلماء ورثة الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن
اورثوا العلم کو ایک عالم اہل سنت نے شہر سہارنپور مین بتائید نحن معاشر
الانبیاء لا نرث ولا نورث وما ترکناہ صدقة کے بیان کرکے پوچھا کہ آیا
مضمون ہر دو احادیث کا مطابق ہے یا نہین ❖

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وکفی والصلوۃ علی محمد وآلہ الذین اصطفی اما بعد
مخفی نرہے کہ حدیث مذکور واقعی اصول کافی مین ہے اور وہ یہ ہے محمد بن الحسن
و علی بن محمد عن سہل بن زیاد و محمد بن یحیی عن احمد بن محمد جمیعا عن جعفر
بن محمد الاشعری عن عبد اللہ بن میمون القداح و علی بن ابراہیم عن ابیہ

عن حماد بن عیسیٰ عن القداح عن ابی عبداللہ قال قال رسول اللہ من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا الی الجنہ وان الملئکہ لتضع اجنحتہا لطالب العلم رضا بہ وانہ لیستغفر لطالب العلم من فی السماء ومن فی الارض حتی الحوت فی البحر وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر النجوم لیلۃ البدر وان العلماء ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منہ اخذ بحظ وافر یعنی محمد بن حسن نے اور علی بن محمد نے سہل بن زیاد سے اور محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے ان سب نے جعفر بن محمد اشعری سے اور اُس نے عبداللہ بن میمون قداح سے اور علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اُس نے حماد بن عیسیٰ سے اور اُس نے قداح سے اُس نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے حضرت نے فرمایا کہ ارشاد کیا جناب رسالت مآبؐ نے کہ جو شخص تحصیل علم کی راہ چلے تو اللہ تعالیٰ اُسکو جنت کی طرف لیجاتا ہے اور تحقیقکہ ملائکہ طالب علم کے نیچے بطور فرش راہ قُربۃً الی اللہ اپنے پر بچھاتے ہین اور تحقیقکہ استغفار کرتے ہین طالب علم کے لئے اہل آسمان وزمین تا اینکہ ماہیان دریا بھی اور فضیلت عالم کو عابد پر مثل فضیلت قمر کی ہے شب چاردہ مین تمام ستارون پر اور تحقیقکہ علما وارث ہوتے ہین انبیا کے تحقیقکہ انبیا وراثت مین بہ نظر منصب نبوت دینار و درہم نہین دیتے ہین بلکہ علم وراثت مین دیتے ہین پس جو شخص علم انکا کسیقدر حاصل کرے اُس نے حظ کثیر حاصل کیا انتہیٰ اس حدیث کو اپنے مطلب کی دلیل ٹھہرانا فریب دہی صریح اور مغالطہ ہے اوّلاً یہ کہ مصنف علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو باب ثواب العالم والمتعلم مین ذکر کیا ہے نظم ابواب ہی

گویا معترض کا جواب ہے یہ خوب طریق مناظرہ ہے کہ وَلَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر تو
عمل ہو اور وَاَنْتُمْ سُکَارٰی کو چھوڑ دیا جائے۔ فقرات متقدمہ کو دیکھا ہوتا کہ کیا
مضمون ہے ہان اگر یہ مضمون باب میراث انبیا مین ہوتا تب بھی مضایقہ نہ تھا
اور اسمین شک نہین کہ انبیا علما کو خصوصًا میراث مین اپنا علم دیتے ہین کہ
مال کے مالک سب وارث ہین جاہل ہون یا عالم چنانچہ دیکھو گلستان سعدی کو
؎ پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ کیونکہ ریاست مین استحقاق
سب ورثا کا اپنے حصہ کی موافق برابر ہے اور نبوت عطیۂ باری ہے اجنبی اور اقارب
کی اسمین شرط نہین ہے ثانیًا درصورت مراد ہونے میراث مال کے خلاف قرآن
لازم آتا ہے اور جو حدیث خلاف قرآن ہو تو قابل طرح کی ہے ثالثًا اجماع بلکہ
ضروری مذہب امامیہ کے خلاف ہے اور یہ بھی جائز نہین رابعًا اگر موید بھی شہرت
وغیرہ سے ہو تو محمول علے التقیہ سمجھی جائیگی اور تقیہ مین وہی دلایل کافی ہین کہ جو
علماء مذہب حق نے کتب کلامیہ مین درج فرمائی ہین لاکن خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ
وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ کا ذکر نہین خامسًا شان انبیا بھی ثابت
ہوتی ہے کہ مال دنیا پر حریص نہین ہوتے کہ واہی تباہی امور مین ورثہ اسکو صرف
کرین لیکن جمع کرنا بعد ادائے حقوق شرعیہ ممنوع بھی نہین چنانچہ حضرت ایوب کسقدر
متمول تھے اسی قبیل سے جناب رسول خدا کے پاس فدک بھی تھا کہ جو شیخین نے زرگری
کر کے غصب کر لیا جسکو تشئید المطاعن مین متعدد کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت
کیا ہے کہ سبکا معرض تحریر مین لانا تو باعث طوالت ہے مگر مین بھی چند کتب معتبرہ و مشہورہ
کے حوالہ سے لکھونگا ہر چند کہ علماء اہل سنت نے بہت جانفشانی کی ہے کہ کسی طرح

شیخین صادق ٹھہرین بالآخر اوراق سیاہ کرکے کسی نے لکھا کہ مشکل ترین قضیہ است کسینے کہا کہ مشکل ترین جلسہ است اور صاحب **حبیب السیر** نے ۹۱/۲ مین لکھا ہے وھذا عند الجمھور من غریب الوقایع والامور؛ اور **نانوتوی** نے بھی بعد تطویل لاطائل آخر یہی لکھا کہ (اہل کمال کی طرف بدگمان ہوا کرین اور ابوبکر اور جناب فاطمہ کو بقصور ماجور سمجھین) افسوس کہ انبیا پر تو جرائم ثابت کرکے تخطیۃ الانبیا اہل سنت نے لکھی اور شیخین کو دروغ سے بچانے مین یہ کد کیا مرتبہ شیخین مرتبۂ انبیا سے بڑھا ہوا تھا سنیون کے نزدیک نہ انبیا معصوم نہ شیخین معصوم پھر کیا وجہ کہ انبیا پر تو ثبوت خطا اور اگر کوئی شیعہ شیخین پر طعن کرے تو اُسکو جراحت سمجھا جاے کیا انبیا سے صدور خطا واجب اور شیخین سے حرام کیا فاطمہ سے خطا ہونا ضروری ہے **فیض القدیر** شرح جامع صغیر مین لکھا ہے قد منع بعض العمال علی الصدقات بعض الاشراف الکوفۃ رافضیا فرای تلک اللیلۃ ان القیامۃ قد قامت ومنعتہ فاطمۃ من الجواز علی الصراط فشکا ھا لابیھا فقالت منع ولدی رزقہ فاعتل بہ بسب الشیخین فالتفت فاطمہ الیھما وقالت اتواخذان ولدی فلا لا فانتبہ مذعورا؛ یعنی کسی عامل نے کسی سید کو بسبب شیعہ علی ہونیکے حق سادات نہ دیا جب وہ عامل اُس شب مین سویا تو خواب مین دیکھا کہ قیامت برپا ہے تو اُسکو جناب سیدہ نے پل صراط کے اُترنے سے روکا اس نے جناب رسول خدا سے شکایت کی جناب سیدہ نے فرمایا کہ اس نے میری اولاد کو رزق سے روکا ہے اُس نے کہا کہ مین نے اس وجہ سے روکا کہ وہ سب شیخین کرتا تھا جناب فاطمہ نے شیخین سے متوجہ ہو کر کہا کہ کیا تم دونو

میرے فرزند سے اسکا مواخذہ کروگے شیخین نے کہا کہ نہین ہم نہین کرینگے پس وہ شخص خوفناک بیدار ہوا۔ انتہی جب وہ شخص بسبب صدقہ نہ دینے کے پل صراط سے رد کردیا گیا اور عذر سب شیخین مسموع نہوا تو پہر جناب سیدہ پر تہمت کذب اور شیخین بری معاذ اللہ بعد مطالعہ کتب شریف و منصف مزاج پر بخوبی ظاہر ہوگا کہ حق کدھر تھا مگر اس مقدمہ مین چند تنقیح ضروری ہین تنقیح اول فدک درحقیقت کیا مال تھا اور کیونکر رسولؐ خدا کے ہاتھ آیا اور کیا اُسکی آمدنی تھی تنقیح دوم آیا درحقیقۃ ہبہ شرعیہ ہوا یا نہین اور اُسپر گواہ کون کون تھے اور اُنکی شہادت قابل اعتماد تھی یا نہین تنقیح سوم آیا فاطمہ نے دوبارہ وراثہ دعوی کیا یا نہ اور بذریعہ وراثت مستحق فدک پانے کی تھین یا نہ تنقیح چہارم ابوبکر نے کس دلیل سے فاطمہ کو فدک نہ دیا اور دلیل شرعی تھی یا مصنوعی۔

تنقیح اول فدک درحقیقت کیا مال تھا اور کیونکر رسول خدا کے قبضہ مین آیا اور کیا اسکی آمدنی تھی واضح ہو کہ فدک کوئی دو چار درخت خرما کے بموجب قول صاحب تحفہ نہ تھے فدک ایسی بے قیمت چیز نہ تھی کہ ایک بکری یا بھیڑ کا چارا ہوجاوے صاحب حبیب السیر ۴۵ مین لکھتے ہین درآنوقت کہ حضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنواحی خیبر رسید محیصہ بن مسعود را بجانب فدک ارسال فرمود تا اہالی آن موضع را باسلام دعوت نمودہ از وخامت عاقبت تمرد تحذیر نمایند و محیصہ حسب فرمودہ بتقدیم رسانیدہ یہود فدک نخست جوابہائے درشت گفتند و بعد از دو سہ روز کہ از فتح بعضے از قلاع خیبر خبر یافتند بقدم اعتذار پیش آمدہ یکے از رؤسائے خود را کہ نون بن یوشع نام داشت با جمعی نزد حضرت مقدس

نبوی فرستادند تا بتمهید بساط مصالحه قیام نمایند و چون آن جماعت بملازمت عتبه
علیه نبوت رسیدند بعد از قیل و قال مهم صلح بر آن قرار یافت که اهل فدک نصف
اراضی خود را برسول مسلم دارند و نصف دیگر از ایشان باشد و در مقصد اقصی بدین
عبارت مزبور است که بعضے گویند حضرت رسالت بسوی فدک امیر المومنین علی را فرستاد و
مصالحه بر دست امیر واقع شد بر آن نهج که امیر قصد خون ایشان نکنند و حوالط
خاص از ان رسول باشد اور **روضة الصفا** " میں ہے چون حضرت
مقدس نبوی نزدیک بخیبر رسید محیصه بن مسعود را بجانب فدک که از اقصاے قلاع
خیبر بود فرستاد تا اهالی آن موضع را دعوت کند و اگر تمرد نمایند شرط تخویف بجاے
آورده محیصه بموجب فرموده عمل نموده ایشان گفتند که عامر و یاسر و حارث و سه یهود
که در نطاط مقیم اند و ده هزار مرد مقابل دارند و گمان نمی بریم که محمد با ایشان مقاتله
تواند کرد محیصه چون دید که اهل فدک سر مصالحه ندارند بعد از دو روز خواست که مراجعت
نماید یهود گفتند که چندان صبر کن که بار و ساء خود مشاورت نمایم و جمعی را مصحوب تو
گردانیده پیش محمد فرستیم تا بساط صلح ممهد گردد و قواعد مصالحت استحکام پذیرد
و درین اثنا خبر قتل باهل عجم بسمع آنجماعت رسیده بغایت هراسان گشتند و با محیصه
گفتند که آنچه در باب اهل خیبر و محمد با تو گفتیم پوشیده دار تا جمیع مال نسوان خویش
بتو دهیم و چون ملتمس ایشان مبذول افتاد یکے از رؤساے خویش که نون بن یوشع
نام داشت با طائفه از یهود نزد حضرت نبوی فرستادند تا مهم مصالحت را اقرار دهند
بعض گفته اند که صلح برین وجه مقرر شد که جانهاے خود غنیمت شمرده از سر اموال
درگذشتند اما جمهور اهل سیر در تصنیفات خویش آورده اند که بعد از قیل و قال و گفت و

شنید ہم مصالحہ بر آن قرار گرفت کہ نصف آراضی خود را برسول اللہ صلعم دارند و نصف دیگر ازان از ایشان باشد و لہذا عمر بن الخطاب در ایام خلافت خویش با جلاء ایشان حکم فرمود و مقومان بفدک فرستاد تا نصف زمین کہ تعلق بآن جماعت داشت بہا کردند و مبلغ پنجہزار درہم کہ قیمت زمینہا بود فرمود کہ از بیت المال تسلیم ایشان نمودند اور منتخب اللغات مین ہے کہ فدک بفتحتین دہے ست بخیبر اور غیاث اللغات مین ہے فدک بفتحتین نام دہے کہ پیغمبر خدا در آنجا باغ خرما داشتند از صراح و موید وغیرہ اور ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے فدک وہ ہے بفتح الفاء والدال المہملۃ بعدہا کانت بلدۃ و بینہا و بین المدینۃ ثلث مراحل وکانت لرسول اللہ خاصۃ یعنی فدک ایک شہر ہے کہ مدینہ سے تین منزل پر ہے اور وہ خاص رسول خدا کے لئے تھا اور شیخ عبدالحق دہلوی اور صاحب ابطال الباطل نے لکھا ہے کہ فدک ایک قریہ ہے قریہائے خیبر سے اور احقاق الحق اور مجالس المومنین مین قاضی نور اللہ صاحب شوستری طاب ثراہ نے معجم البلدان یاقوت حموی سے تحریر فرمایا ہے کہ فدک ایک قریہ ہے حجاز مین مدینہ سے دو روز کی راہ پر اور بعض نے کہا ہے کہ تین روز کی راہ پر اور یہ قریہ سنہ ۷ ہجری مین حضرت کے پاس بطور صلح نصف آیا تھا اور اسمین درخت خرما اور چشمے بہت ہین اور حیات القلوب مین مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ رسالت مآب نے اہل فدک سے قطع کر لیا تھا کہ ہر سال چوبیس ہزار دینار دیا کرین اور دینار کا وزن تین ماشہ تین رتی سونے کا ہے بحساب جناب غفران مآب علیہ الرحمہ اور سونا اسوقت ستائیس روپیہ تولہ کا نرخ ہے تو بحساب اہل ہند ایک لاکھ بیاسی ہزار دو سو پچاس روپیے ہوتے ہین

اور سنن ابو داؤد مطبوعہ لکھنؤ مین لکھا ہے کہ غلۃ فدک اربعین
الف دینار؛ یعنی آمدنی فدک کی چالیس ہزار دینار تھی کہ جو بحساب مذکورہ بالا تین
لاکھ تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ہوتے ہین غرض معلوم ہوا کہ فدک بہت بڑا علاقہ
تھا کہ جسکو بجائے خود ایک ریاست کہنا بیجا نہین جبھی تو خلیفہ صاحب کی اُسپر نیت
خراب ہوگئی اور یہ خیال کیا کہ اگر جناب امیر کے قبضہ مین یہ جائداد رہی تو بطور خود ایک
رئیس ہو جاوینگے مومنین مخلصین مثل عمار یاسر اور سلمان فارسی اور ابوذر اور بنی
ہاشم تو پہلے ہی سے مطیع جناب امیرؑ تھے پھر جو بندگان زر ہین وہ بھی بطمع مال دنیا
حضرت علی کے طرفدار ہو جاوینگے پھر ہماری دال کیونکر گل سکتی ہے جب تک
بنی ہاشم محتاج نان شبینہ کے نہونگے تب تک سلطنت مین اطمینان کیونکر ہو سکتا
ہے **تنقیح دوم** آیا رسول اللہ نے بنام جناب سیدہ ہبہ شرعیہ کیا تھا یا نہ اور
اُسپر کون کون گواہ تھے اور اُن شواہد کی شہادت پر وثوق ہو سکتا ہے یا نہ
جاننا چاہیئے کہ فدک کا بنام سیدہ ہبہ ہونا ایسا اظہر من الشمس ہے کہ جسکا منکر منکر
بدیہیات ہے اور صاحب تشئید المطاعن نے پچیس کتب مفصل ذیل سے
ہبہ کا ہونا لکھا ہے عمر بن شبہ اور مجد مورخ اور ابو بکر جوہری اور مغنی
قاضی القضاۃ اور ملل و نحل شہرستانی اور کتاب الموافقہ ابن سمان اور معجم البلدان
یاقوت حموی اور محلی ابن حزم اور نہایۃ العقول اور تفسیر کبیر یعنی مفاتح الغیب اور
الریاض النضرۃ اور کتاب الاکتفا اور فصل الخطاب اور مواقف اور شرح مواقف
اور جواہر العقدین اور وفاء الوفی اور خلاصۃ الوفا ہر سہ از سید سمہودی اور حاشیہ
صلاح الدین رومی بر شرح عقاید نسفی از تفتازانی اور صواعق محرقہ اور براہین قاطعہ

اور مقصد اقصی اور معارج النبوۃ اور حبیب السیر اور روضۃ الصفا سکی عبارات کا لکھنا تو باعث طوالت ہے مگر چند کتب معتبرہ کے حوالہ سے ثابت کیا جاتا ہے چنانچہ **روضۃ الصفا** ۲۳ مین ہے پس جبریل فرود آمدہ گفت حق تعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ فرمود کہ خویشان کیانند و حق ایشان چیست جبریل گفت کہ فاطمہ است وحوائط فدک را بدو دہ و آنچہ ازان خدا و رسول ست از فدک ہم بدو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ پیش ابوبکر آوردہ گفت این کتاب رسول خدا ہست کہ برای من و حسن و حسین نوشتہ است اور یہی عبارت بعینہ **حبیب السیر** جلد اول جزو سوم ۵۸ مین ہے اعادہ بلا فائدہ ہے اور پھر **حبیب السیر** ۹۰ مین ہے کہ چون آیہ کریمہ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ نازل شد خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ مزرعہ فدک را بفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مسلم داشت و امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ در اوائل ایام خلافت خود آن مزرعہ را با سائر متروکات سید موجودات داخل بیت المال کردہ بفاطمہ باز نگذاشت و چون علی کرم اللہ وجہہ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا درین قضیہ بآنجناب سخن گفتند گفت کہ من از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ فرمود نحن معاشر الانبیاء لا نورث اور **ملل ونحل** مین شہرستانی لکھتا ہے الخلاف الثالث فی امر فدک والتوارث عن النبی ودعوی فاطمہ علی نبینا وعلیہا السلام وراثۃ تارۃ وتملیکا اخری حتی دفعت عن ذالک بالروایۃ المشہورۃ عن النبی نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ اور دعوی فاطمہ علیہا السلام مین ہے کہ کبھی بذریعہ وراثت دعوی کیا اور دوسرا

؎ [illegible] لندن [illegible] صفحہ [illegible]

دعوی بذریعہ تملیک کیا تا اینکہ بنا بر روایت مشہورہ کہ جو آنحضرت سے ہے کہ نحن معاشر
الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقہ فدک سے منع کر دیا اور **مغنی** مین قاضی القضاۃ
نے لکھا ہے لسنا ننکر صحۃ ما روی من ادعائہا فدک فاما انہا کانت
بیدھا فغیر مسلم الخ یعنی ہم صحت دعوی فاطمہ کہ جو فدک پر کیا تھا انکار نہین
کرتے مگر فاطمہ کا اسپر قبضہ ہونا مسلم نہین ہے اور سید سمہودی نے کتاب **خلاصۃ الوفا**
مین لکھا ہے ان فاطمہ قالت فی فدک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحلنیہا
یعنی جناب فاطمہ نے فرمایا کہ فدک جناب رسالت مآب نے مجھے عطا فرما دیا ہے اور
کتاب **فصل الخطاب** مین خواجہ محمد پارسا نے لکھا ہے کہ ابن سمان نے
کتاب الموافقہ مین لکھا ہے کہ جاءت فاطمہ الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک
فان رسول اللہ وھبہا لی فقال صدقت یا بنت رسول اللہ و لکنی
رأیت رسول اللہ یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین و ابن السبیل
بعد ان یعطیکم منہا قوتکم فما تصنعین بہا قالت افعل فیہا کما
کان یفعل فیہا ابی رسول اللہ یعنی فاطمہ نے جا کر ابو بکر سے کہا کہ فدک مجھے دیدے
کہ جناب رسول خدا نے مجھے ہبہ کیا ہے ابو بکر نے کہا کہ اے بنت رسول یہ تو تمنے سچ
کہا لیکن مین نے رسول خدا کو دیکھا کہ بعد تمھارے خرچ کے فقرا اور مساکین اور
مسافرون کو دیا کرتے تھے پس تم کیا عملدرامد کرو گی جناب سیدہ نے فرمایا کہ مین بھی
وہی کرونگی جو میرے پدر بزرگوار کیا کرتے تھے انتہی اور **ریاض النضرۃ** مین
طبری نے بھی بعینہ یہی لکھا ہے اور حاشیہ صلاح الدین رومی مین کہ جو شرح
عقائد پر ہی لکھا ہے ومن منع الارث و فدک یا نحلۃ وقع بین فاطمہ

ص ٥ الفصل فی صدقاتہ من الباب السادس ١٢
ص ١٣٩ ربع ثانی رابع کتاب فضایل ابوبکر ١٢
ص ٩٣ باب اول فصل ١٣ قسم ١٢

وبین ابی بکر بعض وتشاجر ولم تتکلم مع مدۃ حیاتہا یعنی فاطمہ کو وراثت ندینے مین اور فدک کو بذریعہ ہبہ ندینے مین فاطمہ اور ابو بکر مین عداوت وجھگڑا واقع ہوا اور جناب سیدہ نے ابو بکر سے حین حیات کلام نہ کیا اور **شرح مواقف** کا خلاصہ یہ ہے فان قیل ادعت فاطمۃ انہ نحلہا ای اعطاہا فدک نحلۃ وعطیۃ وشہد علیہ علی والحسن والحسین وام کلثوم والصحیح ام ایمن فرد ابو بکر شہادتہم فیکون ظالما قلنا اما الحسن والحسین فللفرعیۃ لان شہادۃ الولد لا یقبل لاحد ابویہ واجدادہ عند اکثر اہل العلم والضا ہما کانا صغیرین فی ذالک الوقت واما علی وام ایمن فلقصورہما عن نصاب البینۃ وھو رجلان اور رجل وامراتان یعنی اگر کہا جاوے کہ فاطمہ نے بذریعہ ہبہ دعوی کیا کہ جناب رسول خدا نے جناب سیدہ کو فدک بذریعہ ہبہ وعطیہ دیا تھا اور اسپر علی اور حسنین اور ام کلثوم اور بنا بر روایت صحیحہ ام ایمن نے گواہی دی پس ابو بکر نے اُنکی گواہی کو رد کردیا تو ابو بکر ظالم ٹھہرا ہم جواب دینگے کہ حسنین کی گواہی کو یون رد کیا کہ اولاد کی گواہی والدین اور اجداد کے حق مین صحیح نہین نزدیک اکثر اہل علم کے اور وہ دونون اسوقت کم سن بھی تھے اور علی اور ام ایمن کی گواہی کو یون رد کردیا کہ تعداد گواہان پوری نہین ہوئی اور تعداد گواہان دو مرد یا ایک مرد و دو عورتین ہین انتہی جواب شارح مواقف سے وجود دعوی ضرور ثابت ہے گو اور وجوہات سے دعوی کو رد کردیا ہو اور **معجم البلدان** کہ جو مصنفہ یاقوت حموی ہے اسمین قصہ فدک مین لکھا ہے قالت فاطمۃ ان رسول اللہ نحلنیہا

فقال ابوبکر ارید بذلک شہودا یعنی فاطمہ نے فرمایا کہ رسول خدا نے فدک
مجھے ہبہ کر دیا ہے تو ابوبکر نے گواہ طلب کئے اور **کتاب الاکتفاء** مین ہے ان
فاطمہ ذکرت لابی بکر ان النبی اعطاہا فدک فقال انتی علی ما تقولین
بالبینۃ فجاءت برجل وامراۃ یعنی فاطمہ نے ابوبکر سے کہا کہ فدک مجھے رسول
خدا نے ہبہ کر دیا ہے تو ابوبکر نے کہا کہ اپنے دعوی پر گواہ لاؤ تو جناب سیدہ نے
ایک مرد اور ایک عورت کو گواہی مین پیش کیا انتہی یہ مضمون بھی **ریاض النضرۃ**
مین موجود ہے اور آیہ ما افاء اللہ علی رسولہ کی تفسیر مین **تفسیر کبیر** مین لکھا ہے کہ
فلما مات صلی اللہ علیہ وسلم ادعت فاطمہ رضی اللہ عنہا انہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان نحلہا فدک فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ انت
اعز الناس علی فقرا واحبہم الی غنی لکنی لا اعرف صحۃ قولک ولا یجوز ان
احکم بذلک فشہدت لہا ام ایمن ومولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فطلب منہا ابوبکر رضی اللہ عنہ الشاہد الذی یجوز قبول شہادتہ
فی الشرع یعنی جبکہ رسول خدا نے وفات پائی تو فاطمہ نے دعوی کیا کہ فدک
مجھے دیدیا تھا تو ابوبکر نے کہا کہ مین تمکو حالت فقر مین عزیز اور تونگری مین سب سے
حبیب زیادہ جانتا ہون لیکن آپکے قول کو سچا نہین جان سکتا اور نہ محض
دعوی پر حکم کر سکتا ہون پس ام ایمن اور غلام رسول خدا نے اسپر گواہی دی
پس ابوبکر نے ایسے گواہ طلب کئے کہ جنکی گواہی شرعا مقبول ہو سکے اور
کتاب الاکتفا مین ابراہیم بن عبد اللہ یمنی شافعی نے لکھا ہے کہ اتت
فاطمۃ فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لہا ہل لک علی

ھذا بیّنۃ فجاءت بعلی فشھد لھا ثم جاءت بامّ ایمن فقالت الست
اتشھد انی من اھل الجنۃ قال بلی قالت فاشھد ان النبی عطاھا فدک
فقال ابو بکر فبرجل وامراۃ تستحقھا یعنی فاطمہ نے ابو بکر سے کہا کہ رسولؐ خدا
نے مجھے فدک ہبہ کر دیا ہے ابو بکر نے کہا کہ آیا کوئی تمھارے دعوی پر گواہ ہے
تو جناب سیدہ حضرت علی کو لائین اور حضرت نے گواہی دی پھر ام ایمن کو لائین
تو اُم ایمن نے کہا کہ اے ابو بکر آیا تو گواہی دیتا ہے کہ مین اہل جنت سے ہون
ابو بکر نے کہا کہ ہان تب ام ایمن نے کہا کہ مین گواہی دیتی ہون کہ فاطمہ کو رسولؐ
خدا نے فدک عطا کر دیا ہے پس ابو بکر نے کہا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی
سے مستحق فدک پانیکی نہین ہو سکتی ہو اور پھر لکھتا ہے کہ اخرجہ فی الموافقہ
یعنی اسکی تخریج **کتاب الموافقہ** مین بھی کی ہے اور ابن حجر نے **صواعق
محرقہ** ۲۱ مین لکھا ہے ودعواھا انہ نحلھا فدکا لم تات
علیھا الا بعلی وام ایمن فلم یکمل نصاب البیّنۃ علی ان فی قبول
شھادۃ الزوج لزوجتہ خلافا بین العلماء یعنی جناب سیدہ نے دعوی
کیا کہ فدک مجھے رسالت مآب نے عطا کر دیا ہے اور اسپر سوائے علی اور ام ایمن
کے گواہ پیش نہ کئے تو تعداد گواہان پوری نہوئی اور علاوہ اسکے شوہر کی گواہی
زوجہ کے واسطے قبول کرنے مین علماء نے اختلاف کیا ہے انتہی لیکن تعجب
ہے اُن اہل علوم سے جو خلاف قرآن ناطق کہتے ہین اگر غیر مقبول ہوتی تو
جناب امیر کیون گواہی دیتے کیا کوئی اہل علم جناب امیرؑ سے بڑھا ہوا ہے الغرض
عبارت مذکور الصدر سے یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ وقت نزول وات ذا القربی حقہ

صواعق مین ہے قال عمر لفاطمۃ ... علی ... زیادہ ... مین ۱۲

رسول خدا نے بنام سیدہ فدک ہبہ کر کے ضرور دستاویز لکھدی اور جناب سیدہ نے
ابو بکر سے ضرور بذریعہ ہبہ طلب فرمایا اور اُسپر جناب امیرؑ اور ام ایمن اور ام کلثوم
اور حسنین اور غلام رسول الثقلین نے ضرور شہادت ادا کی لیکن چونکہ ابو بکر درپے
تخریب علی بن ابیطالب تھا اور نفس حریص غالب تھا انتون سے نہ چھوٹا اور یہ جو
مسئلہ شرعیہ ہے کہ ہبہ بدون قبض کے صحیح نہین تو ہبہ نامہ فدک کیونکر صحیح ہوگا ایسی
بات وہی شخص کہہ سکتا ہے کہ جو منکر عدالت خدا و رسول ہو جو عقل سلیم و ایمان مستقیم
نہ رکھتا ہو **اولاً** جبکہ ایسا تاکیدی حکم بصیغہ امر رسول کو ہو کہ اپنے قریبون کو آن کا
حق دیدو اور اسکی تعمیل نکرین یا بعد تعمیل تکمیل نہ کرین کہ جو خلاف حکم خدا ہو اور
دنیا مین ایسا فساد برپا کر جاوین کہ جسکا انسداد غیر ممکن ہو کیا رسول اس مسئلہ سے
ناواقف تھے کہ ہبہ بدون قبض صحیح نہین **ثانیاً** ابو بکر نے گواہ کیون طلب کئے
صاف یہ جواب تھا کہ کہان کا ہبہ نامہ لئے پھرتی ہو تمھارا قبضہ تو ہے ہی نہین یا
قبضہ تھا یا ابو بکر اس مسئلہ سے جاہل تھا **ثالثاً** فاطمہ صدیقہ ایسے بے سر و پا ہبہ نامہ
کو پیش کر دیتین اور ایسا جھوٹا دعوی کرتین کیا فاطمہ اس مسئلہ سے ناواقف تھین
ایسا تو آپ کی جناب مین مسلمان کو خیال کرنا بھی **ع** ہزار کفر سے بدتر ہے یہ مسلمانی
رابعاً حضرت علی سا باب علم و قرآن ناطق اور ام ایمن سی جنتی عورت باقرار ابو بکر
اور غلام صحبت یافتہ رسول مختار اور حسنین سے سردار جوانان اہل جنت بھی بالکل
نعوذ باللہ جاہل ہو گئے کہ گواہی دیدی اور یہ نہ خیال کیا کہ ہبہ مین قبضہ بھی شرط ہے
ایسی گواہی تو محض مصنوعی گواہ دو دو آنہ والی بھی گواہی نہین دیتے چہ جائیکہ
اہل بیت اطہار سے ایسا فعل صادر ہو **ع** چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

خامساً جواہر العقدین مین اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین اور
ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی نے کتاب الاکتفاء مین اور ابن حجر[له] نے صواعق
۳۲ مین متفق اللفظ لکھا ہے ان ابابکر انتزع من فاطمہ فدک یعنی
تحقیق کہ ابو بکر نے فاطمہ سے فدک چھین لیا اور براہین[۵۴] قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مین
کمال الدین بن فخر الدین جہرمی نے لکھا ہے کہ ابو بکر از فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
انتزاع فدک نمود منتخب اللغات مین ہے کہ انتزاع بیرون کشیدن و برکندن - پس
معلوم ہوا کہ انتزاع کا لفظ قبضہ اٹھا دینے کے معنی مین آتا ہے مثلاً بولا جاتا ہے
کہ دہلی یا لکھنؤ مین فلان واقعہ بعد انتزاع سلطنت ہوا معلوم ہوتا ہے کہ دہلی
یا لکھنؤ پر پہلی اور سلطان کا قبضہ تھا اور بیاض ابراہیمی مین ہے کہ ۱ ما
ان فدک کانت فی ید فاطمہ فیدل علیہ ما فی کنز العمال للشیخ علے
المتقی فے صلۃ الرحم من کتاب الاخلاق لیکن یہ دعوی کہ فدک قبضہ
جناب سیدہ مین تھا پس دلالت کرتا ہے اس پر مضمون کتاب کنز العمال کا کہ جو تصنیف
شیخ علی متقی کی ہے کتاب الاخلاق بیان صلۂ رحم مین اور عبارت مذکورہ بالا
حبیب السیر ۹۰ کے خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ مزرعہ فدک را بفاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا مسلم داشت لفظ مسلم دلالت قبضہ پر کرتا ہے کہ جس کے معنی
سپردن کے آتے ہین پس معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ مدعیہ کا جاگیر موہوب پر ضرور
تھا اب وقعت مدعیہ اور گواہان حاشیہ کی لکھنی ضرور ہے مگر اول وقعت مدعیہ
بیان ہوتی ہے مودۃ القربی ۴۳ مین ہے عن سلمان الفارسی رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا سلمان من احب

[له] ابن حجر صواعق مین لکھا ہے کہ اسکو حافظ عمر بن شیبہ نے بھی لکھا ہے ۱۲

[۵۴] باب دوم ۱۲

فاطمہ ابنتی فهو فی الجنة معی ومن ابغضها فهو فی النار یا سلمان حب
فاطمہ ینفع فی مائة من المواطن ایسر تلك المواطن الموت والقبر
والمیزان والصراط والمحاسبة فمن رضیت عنه ابنتی فاطمہ
رضیت عنه ومن رضیت عنه رضی اللہ تعالے ومن غضبت ابنتی
فاطمہ علیه غضبت علیه ومن غضبت علیه غضب اللہ علیه
یا سلمان ویل لمن ظلمها ویظلم بعلها علیا وویل لمن یظلم ذریتها
وشیعتها یعنی سلمان فارسی سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے
سلمان جو میری بیٹی فاطمہ کو دوست رکھے وہ میرے ہمراہ جنت مین ہوگا اور جو
اسکو دشمن رکھے وہ دوزخی ہے اے سلمان محبت فاطمہ سو جگہ نفع دیتی ہے
کہ انمین سے آسان تر مقام یہ ہین کہ موت اور قبر اور میزان اور صراط اور حساب
پس جس سے فاطمہ راضی ہو اُس سے مین راضی ہون اور جس سے مین راضی
ہون اُس سے خدا راضی ہے اور جس پر فاطمہ غضبناک ہے اُسپر مین غضبناک
ہون اور جسپر مین غضبناک ہون اُس سے خدا غضبناک ہے اے سلمان ویل
ہے اُسکے لئے کہ جو فاطمہ اور اُسکے شوہر علی اور اسکی ذریت اور اُسکے شیعو پر ظلم
کرے اور پھر **مودة القربی** ۲۹ مین ہے راوی کہتا ہے کہ جب آیہ لا
اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی نازل ہوئی تو مینے پوچھا کہ آپکی قرابتی
کون ہین کہ جنکی محبت فرض ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی و
فاطمہ وابناهما ثلث مرات یعنی حضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ علی و فاطمہ
اور دونون انکے فرزند اب صاحبان ایمان پر وقعت گواہان بھی ظاہر کرنا چاہیئے

صحیح مسلم ۲۵۴ مین ہے عن محمد بن علی قال سمعت جابر بن
عبداللہ قال قال رسول اللہ لو قد جاءنا مال البحرین لقد اعطیتک
هکذا وهکذا وهکذا وقال بیدیہ جمیعا فقبض النبی قبل ان یجی مال
البحرین فقدم علی ابی بکر بعدہ فحثی ابو بکر بعدہ فامر منادیا فنادی
من کانت لہ علی النبی عدة او دین فلیأت فقمت فقلت ان النبی
قال لو قد جاءنا مال البحرین اعطیت هکذا وهکذا وهکذا فحثی ابو
بکر مرة ثم قال لی عدها فعددتها فاذا هی خمسمائة درهم
فقال خذ مثلیها یعنی محمد بن علی سے منقول ہے کہ سنا مینے جابر بن عبداللہ
سے کہ فرمایا رسولؐ خدا نے مجھسے کہ اگر مال بحرین میرے پاس آویگا پس تمکو اسقدر
اسقدر دونگا اور دونون ہاتھون سے اشارہ فرماکر کہا کہ کل مال دون گا
پس حضرت نے وفات پائی قبل اسکے کہ مال بحرین آوے پس ابوبکر بعد آنحضرت
خلیفہ ہوا تو منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ جس کا حضرت کے ذمہ قرض ہو یا کوئی
وعدہ حضرت نے کسی سے کیا ہو تو حاضر ہو جابر کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا اور کہا کہ
رسولؐ خدا نے مجھسے فرمایا تھا کہ اگر مال بحرین آویگا تو مین تجکو اسقدر دونگا پس
ابوبکر نے مجھے ایک مرتبہ دیا اور کہا کہ تو شمار کر مین نے شمار کیا تو پانسو درہم تھے
پھر کہا کہ دوچند اور لے اس حدیث کو بخاری نے اور تاریخ الخلفا مین بھی لکھا ہے
اور ابن سعد نے اپنی طبقات کبریٰ مین یہ حدیث لکھکر مضمون اور زیادہ لکھا ہے ثم جاءہ
ناس کان وعدہم رسول اللہ فاخذ کل انسان ما کان وعدہ ثم قسم ما بقی
من المال فاصاب کل انسان منهم عشرة دراهم یعنی پھر وہ تمام لوگ آئے کہ جنسے

۴۱ باب من یستغفر عن میت دینا اور کتاب الخمس باب ما اقطع النبی من البحرین

۵۴ ۱۲ فصل فیما وقع فی خلافہ من عقلانہ ابی بکر

حضرت نے وعدے کئے تھے سب کو ابو بکر نے ایفا کیا جو مال باقی رہگیا اسمین سے
دس دس درہم ہر شخص کو دیئے کرمانی[۵۱] نے طحاوی سے لکھا ہے واما تصدیق
ابی بکر جابرا فی دعواہ فلقولہ من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار
فهو وعید ولا یظن بان مثلہ یقدم علیہ یعنی ابو بکر نے جابر کے دعوی
کی اس وجہ سے تصدیق کی کہ آن حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھپر
عمداً جھوٹ بولے تو جائے قیام اسکی آتش دوزخ ہے اور یہ وعید ہے اور
یہ گمان نہین ہو سکتا کہ جابر سا آدمی حضرت پر ایسی تہمت باندھی اور فتح الباری[۵۲]
اور عینی شروح بخاری مین بالاتفاق یہ لکھا ہے قبول خبر الواحد
العدل من الصحابة ولو جر ذالک نفعاً لنفسہ لان ابا بکر لم یلتمس
من جابر شاهدا علی صحة دعواہ یعنی صحابی عادل کی خبر مقبول ہے
اگرچہ اپنے نفع کے لئے کہی اس واسطے کہ ابو بکر نے جابر سے اسکے دعوی
کی صحت پر گواہ نہ مانگے اب صاحبان انصاف قضیہ فدک وقصہ جابر کو
میزان عدالت مین تول لین کہ کیا فاطمہ اور علی اور حسنین اور ام کلثوم اور
ام ایمن اور غلام رسول مقبول زمرہ اصحاب مین بھی نہ تھے کیا فاطمہ اور علی اور
حسنین مرتبہ مین جابر سے بھی کم تھے اہل سنت نے جابر کے دعوی پر تو یہ
دلائل تحریر کئے اور انکو سچا جانا اور جناب سیدہ اور حضرت امیر کے جھوٹا کرنے
پر دفتر کے دفتر سیاہ ہوتے ہین فتوے دیئے جاتے ہین کہ ہان جناب سیدہ گنہگار
مرین افسوس بنا بر تاویل کرمانی یہ بزرگوار رسول پر اتہام ہبہ وغیرہ لگا کر نعوذ باللہ
مستحق نار ہوگئے کرمانی نے در پردہ یہ بغض اہلبیت ظاہر کیا ہے غضب ہے کہ

[۵۱] باب من تکفل عن میت دینا من کتاب الکفالة ۱۲

[۵۲] در کتاب الکفالة ۱۲

بقول فتح الباری و عینی یہ حضرات اُن صحابہ مین بھی نہ رہے کہ جو عادل تھے حالانکہ
ابن حجر سے سنگدل سنی نے صواعق محرقہ ۱۳۷ مین در بارہ مومنیہ معاویہ
و یزید لکھا ہے قال ابن الصلاح والنووی الصحابۃ کلھم عدول وکان
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ الف واربعۃ عشر الف صحابی عند
موتہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن والاخبار مصرحان لعدالتھم
وجلالتھم یعنی ابن صلاح اور نووی نے کہا ہے تمام صحابہ عادل ہین اور
رسولؐ خدا کے ایک لاکھ چودہ ہزار صحابی وقت رحلت آنجناب تھے اور قرآن
اور احادیث انکی عدالت وجلالت قدر کی تصریح کرتے ہین افسوس اِن حضرات
کو زمرہ اصحاب مین بھی داخل نہ کیا اس فضیلت سے بھی خارج کر دیا انکی فضیلت
پر حدیث مودۃ القربیٰ ۲۴۳ کافی ہے عن عبد اللہ بن عباس قال
سمعت رسول اللہ یقول انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من
ولد الحسین مطہرون معصومون یعنی عبد اللہ بن عباس سے منقول ہے
کہ مین نے رسول خدا سے سنا فرماتے تھے کہ مین اور علی اور حسن اور حسین اور نو
فرزندان حسین مطہر و معصوم ہین انتہی اسپر شارح مواقف حسنین کی شہادت
پر عذر صغر سنی کرتا ہے کیا علی و بتول اور جناب رسول کو یہ خیال نہوا کہ انکی شہادت
بسبب کم سنی کے کیونکر مقبول ہو سکتی ہے یہ فعل اِن حضرات کا صاف دلالت
کرتا ہے کہ اطفال اہل بیتؑ کا اور بچوں پر قیاس نہین کر سکتے چنانچہ فصول مہمہ
مین ابن صباغ مالکی نے لکھا ہے علوم اھل بیت لا تتوقف علی التکرار والدرس
لا یزید یومھم فیھا علی ما کان فی الامس لانھم المخاطبون فی اسرارھم

المحدثون فی النفس قسماء معاً فہم وعلومہم بعیدۃ عن الادراک والمس ومن اراد سترہا کان کمن اراد ستر وجہ الشمس یعنی علوم اہلبیت تعلیم و درس پر موقوف نہین اور کل سے آج زیادہ نہین ہوتے اس لئے کہ وہ اسرار علوم کو اپنے دل مین سیکھتے ہین پس بلندی اُنکی معرفت اور علوم کی ادراک اور چھونے سے نہین معلوم ہو سکتی اور جو اُنکو چھپا دے تو ایسا ہے کہ گویا آفتاب کو چھپاتا ہے اور ابن حجر نے صواعق محرقہ ۱۳۶/۱۵ مین لکھا ہے کہ امام محمد تقی ایک روز کوچۂ بغداد مین کھڑے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے ناگاہ مامون رشید اُدھر سے گذرا تو سب بچے ڈر کر بھاگ گئے مگر حضرت کھڑے رہے اُس نے پوچھا کہ تم کیون نہ بھاگے فقال لہ مسرعا یا امیر المومنین لم یکن فی الطریق ضیق فاوسعہ لک ولیس لی جرم فاخشاک والظن بک حسن انک لا تضر من لا ذنب لہ فاعجبہ کلامہ وحسن ثوابہ فقال ما اسمک واسم ابیک فقال محمد بن علی الرضا فترحم علی ابیہ وساق جوادہ و کان معہ بزاۃ الصید فلما بعد عن العمارۃ ارسل بازیا علی دراجۃ فغاب عنہ ثم عاد من الجو وفی منقارہ سمکۃ صغیرۃ وبہا بقاء الحیات فتعجب من ذلک غایۃ التعجب ورجع فرای الصبیان علی حالہم ومحمد عندہم ففروا الا محمد فدنا منہ وقال یا محمد ما فی یدی فقال یا امیر المومنین ان اللہ تعالی خلق فی بحر قدرتہ سمکا صغارا تصیدہا بزاۃ الملوک والخلفاء فیستخبر بہا سلالۃ اہل بیت المصطفی فقال لہ انت ابن الرضا واخذہ معہ واحسن الیہ وبالغ

فی اکرامہ فلم یزل مشفقا بہ لما ظہر لہ بعد ذلک من فضلہ وعلمہ وکمال عقلہ وعظمتہ وظہور برہانہ مع صغر سنہ عزم علی تزویجہ بابنتہ ام الفضل الخ حضرت نے بہت جلد جواب دیا کہ اے امیر المومنین راستہ تنگ نہین کہ مین تیرے لئے چھوڑ دون اور نہ میرا کوئی قصور ہے کہ مین تجھسے خوف کرون اور میرا حسن ظن تجھسے یہ ہے کہ بیقصور تو ضرر بھی نہین پہنچاتا پس مامون کو اُنکے کلام اور جواب معجز نظام سے تعجب ہوا اور کہا کہ تمھارا اور تمھارے باپ کا کیا نام ہے حضرت نے فرمایا کہ میرا نام محمد بن علی رضا علیہما السلام ہے پس مامون نے حضرت کے پدر بزرگوار کے بہ نسبت رحمۃ اللہ کہا اور اپنے گھوڑے کو آگے چلایا اور اُسکے ساتھ شکاری باز تھا جب شہر سے نکل گیا تو اُس نے ایک دراج پر باز چھوڑا پس اُسکی نظر سے وہ باز غائب ہو گیا جب آسمان سے وہ آیا تو اسکی منقار مین ایک چھوٹی مچھلی زندہ تھی مامون کو یہ واقعہ دیکھکر نہایت تعجب ہوا اور واپس آیا دیکھا کہ بدستور اطفال کھیل رہے ہین اور امام محمد تقی بھی کھڑے ہین سب تو بھاگ گئے لیکن حضرت کھڑے رہے مامون نے قریب جا کر کہا کہ اے محمد میرے ہاتھ مین کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالےٰ نے اپنے دریائے قدرت مین چھوٹی مچھلی کو پیدا کیا اور بادشاہ اور خلفاء اپنے بازون سے اُنکا شکار کرتے ہین اور سلالۂ اہلبیت مصطفیٰ سے امتحان لیتے ہین مامون نے کہا کہ بیشک تم فرزند امام رضاؑ ہو اور اُنکو ساتھ لیگیا اور بہت کچھ اعزاز و اکرام کیا اور شفقت کرتا رہا جب اُسکو آپ کا فضل و علم و کمال و عظمت و دلائل باوجود کمسنی کے معلوم ہوئی تو اپنے بیٹی ام الفضل کا عقد کرنا چاہا انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ

کتاب الزکوٰۃ بیان من لایحل لہ الصدقہ حال امام حسن مین لکھا ہے زیراکہ وے صبغر عاقل بود و تحقیقکہ تحمل کردند این دو امام اجل احادیث رسول اللہ را در صغر سن دبودند در زمان وفات رسول ہشت سالہ زیراکہ بود ولادت ایشان در سال دوم از ہجرت اور حضرت یحییٰ کو لڑکپن مین نبوت ہونے پر واتیناہ الحکم صبیا شاہد ہے اور کتاب المواقف مین ہے قد قال القاضی ان عیسیٰ کان نبیا فی صباہ یعنی تحقیقکہ قاضی نے کہا ہے کہ عیسیٰ طفولیت مین نبی تھے پس جناب حسنین کی شہادت اس قابل نہ تھی کہ ابوبکر اسکو رد کردیتا اور رد کرنا خروج ایمان پر دلالت کرتا ہے شان مومن نہین کہ ان بزرگوارون کی شہادت مین چون وچرا کرے یا یہ خیال کیا جاوے کہ یہ شاہد کاذب ہین نعوذ باللہ صواعق محرقہ ۱۳۷ مین یزید پلید کو منجملہ مومنین کے قرار دیکر لکھا ہے کل صحابہ کے بارہ مین کہ فالطاعن فیہم مطعون وطاعن فی نفسہ ودینہ یعنی صحابہ پر طعن کرنے والا خود مطعون ہے اور اپنے دین و دنیا پر گویا طعن کرتا ہے پس ابوبکر نے اہل بیت اطہار پر طعن کرکے کہ انکی گواہی مستند نہین اپنے دین و دنیا کو خراب کرلیا اور قطع نظر کرکے سب وجوہات سے ایک شہادت پر بھی عمل کرنا جائز ہے چنانچہ کنز العمال مین ہے عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ و ابابکر وعمر وعثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین یعنی جناب امیر سے منقول ہے کہ رسول خدا اور ابوبکر وعمر اور عثمان ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کردیتے تھے تلویح شرح توضیح رکن ثانی مین ۹۳ ہے ان النبی

ص در ادلّہ عقد اول ۱۲

ص فصل ثالث از کتاب الشہادات ۱۲

ص فصل در انقطاع ۱۲

قضی بشہادۃ شاہد ویمین صاحب الحق وروی ان النبی وابابکر
وعمر وعثمان کانوا یقضون بشہادۃ الواحد والیمین
یعنی جناب رسول خدا ایک گواہ پر اور مدعی سے قسم لیکر فیصلہ کردیتے تھے
اور روایت مین ہے کہ رسول خدا اور ابوبکر و عمر و عثمان ایک گواہ اور
قسم پر فیصلہ کردیتے تھے لیکن کمال تعجب ہے کہ فاطمہ کے لئے ابوبکر و
عمر نے جداگانہ قانون خبطی گھڑا اور ربیع الابرار[۵۱] مصنفہ زمخشری اور
تفسیر نیشاپوری مین ہے روی ان خزیمۃ بن ثابت شہد رسول اللہ
علے وفق دعواہ فقال لہ رسول اللہ کیف شہدت لی فقال یا رسول اللہ اصدقک علے
الوحی النازل علیک من فوق سبع سموات افلا اصدقک فی ہذا القدر
فصدق رسول اللہ منہ وسماہ بذی الشہادتین یعنی خزیمہ بن ثابت نے
موافق دعوی رسول خدا کے شہادت دی حضرت نے اُس سے فرمایا کہ تو نے میری
گواہی کیونکر دی اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اس وحی کی کہ جو ساتون
آسمان کے اوپر سے آتی ہے تصدیق کرتے ہین تو اس ذرا سے معاملہ مین آپکی
کیون تصدیق نکرین پس حضرت نے اسکے قول کی تصدیق کی اور نام اُس کا
ذوالشہادتین رکھا انتہی افسوس اہلبیت کی قدر خزیمہ بن ثابت کی برابر بھی ابوبکر
نے نہ سمجھی اور سنن ابوداؤد[۵۲] مین ہے باب اذا علم الحاکم صدق
شہادۃ الواحد یجوز لہ ان یقضی بہ یعنی جب حاکم کو ایک گواہ کی شہادت
پر صدق کا علم ہوجاوے تو جائز ہے کہ اُسپر فیصلہ کردے افسوس کہ ابوبکر کو جناب
امیر کی شہادت پر بھی یقین نہوا پھر جیسے کذب کا یقین ابوبکر کو تھا اور کچھ الزام

[۵۱] در بیان وجہ تسمیہ خزیمہ بن ثابت بذی الشہادتین باب ۳۲ مین ہے ۱۲

[۵۲] کتاب القضا جلد ۲ مطبوعہ دہلی ۱۲

اہلسنت کے نزدیک نہین تو پھر شیعہ بھی اگر ابو بکر کے غاصب و ظالم و کاذب
ہونیکا یقین کرین تو کیا الزام ہے اور بخاری کتاب الھبہ مین ہے ان صھیبا
مولی ابن جدعان ادعوا بیتین وحجرۃ ان رسول اللہ اعطی ذلک صھیبا
فقال مروان من یشھد لکما علی ذلک قالوا ابن عمر فدعاہ فشھد لاعطی
رسول اللہ صھیبا بیتین وحجرۃ فقضی مروان بشھادتہ لھم
یعنی صہیبا کہ جو غلام ابن جدعان کا تھا اسکی اولاد نے دو مکان اور ایک
حجرہ پر دعویٰ کیا کہ رسول خدا نے صہیبا کو عطا فرمادیا تھا مروان نے کہا کہ تمھارا
گواہ کون ہے انھون نے کہا کہ ابن عمر جب ابن عمر کو بلایا تو اُس نے گواہی
دی کہ واقعی رسول خدا نے صہیبا کو دو مکان اور ایک حجرہ عطا فرمادیا تھا
پس مروان نے اسکی گواہی پر انکو دیدیا انتہی مروان بھی کوئی ایسا ویسا آدمی
نتھا بلکہ قاضی خلیفہ معاویہ کی طرف سے تھا کہ جسکی فضیلت مین صواعق محرقہ
۱۳۷ مین ہے ولا یجوز الطعن فی معاویۃ لانہ من کبار الصحابۃ یعنے
معاویہ کے بارہ مین طعن کرنا جائز نہین کہ وہ بھی اصحاب کبار سے تھا اور خیر
جاری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے یحتمل ان یکون معلوما لہ ولکنہ
اراد ان لا یحکم بعلم نفسہ دفعا للتھمۃ عن نفسہ یعنی احتمال یہ ہے
کہ مروان کو اس قصۃ کا علم ہو اور شہادت اس وجہ سے چاہی کہ اور لوگ اُسکو
بدنام نکرین کہ معاملہ مین رعایت کی غرض اس حدیث کی تکذیب نہین کی بلکہ
تاویل کی ہے اگر فیصلۂ مروان مستند ہوتا تو صاف یہ جواب تھا کہ فعل مروان مستند
نہین اور کوئی ضرورت تاویل کی نہ تھی اور صواعق محرقہ ۱۵۵ مین ہے

بعد باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ہبتہ وصدقتہ ۱۲

درنسخ قید فقضی مروان ۱۲

اقبل شہادۃ اھل البدع والاھواء یعنی اہل بدعت اور دنیادار ونکی شہادت
مقبول ہے افسوس ابوبکر کے نزدیک اہلبیت اطہار مثل معاویہ ومروان نابکار اور
یزید شراب خوار اور اہل بدعت و دنیادار کے بھی نہ ہوئے کہ انکی شہادت قابل
قبول ہوتی واہ رے اسلام ؎ رسم اسلام گراین ست کہ زاہد دارد ؛ من رہ دیر
مغان گیرم وبندم زنار ٭ پس اس تنقیح کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ فدک بحکم خدا رسول خدا نے
بنام فاطمہ زہرا ہبہ کرکے دستاویز لکھکر علی وحسنین وام ایمن یا ام کلثوم اور اپنے غلام
کو اسپر گواہ کیا اور قبضہ کرا دیا اور کوئی ایسا نتھا کہ جسکی شہادت قابل جرح ہو بلکہ ایک
شاہد بھی کافی تھا بلکہ محض دعوی مدعیہ پر ہی فیصلہ کردینا مثل دعوی جابر کے ضرور
تھا اور اسپر محروم رکھنا سراسر بددیانتی ہے ہمکو سخت حیرت سادات سُنّیہ سے ہی
کہ انکا دل کیونکر گوارا کریگا کہ اب بھی جناب سیدہ نے دعوی جھوٹا کیا اور علی اور حسنین
نے شہادت کاذبہ ادا کی ان لوگون کو اولاد علی و فاطمہ ہونیکا کیا فخر ہے بلکہ کاش
اولاد ابوبکر و عمر ہوتے تو اور زیادہ فخر تھا وما علینا الا البلاغ **تنقیح سوم**
آیا فاطمہ نے وراثۃ کا دعوی کیا یا نہ اور فاطمہ بذریعہ وراثت فدک پانیکی مستحق
تھین یا نہ اور نہ دینے مین ابوبکر پر کیا الزام ہے جاننا چاہیے کہ جب جناب سیدہ
کو فدک بذریعہ ہبہ نامہ ابوبکر نے نہ دیا تو اتمام حُجّت کیلئے دعوی وراثت کیا جب
ابوبکر نے غصب باغ فدک مین کوئی چارہ نہ دیکھا تو حدیث گھڑی کہ جسکو علماء
اہل سُنّت بڑی دھوم دھام سے مجمع عام مین پڑھتے ہین یعنی نحن معاشر
الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ پھر تو جناب سیدہ ابوبکر سے
ایسی رنجیدہ ہوئین کہ مرتے دم تک کلام نہ کیا چنانچہ **صحیح بخاری** جزو ثانی

۱۵ امین ہے کہ عن ابن شہاب قال اخبرنی عروہ بن زبیران عائشہ اُم
المومنین اخبرتہ ان فاطمہ بنت رسول اللہ سالت ابابکر الصدیق بعد
وفاۃ رسول اللہ ان یقسم بہا میراثہا ماترک رسول اللہ مما افاء اللہ
علیہ فقال لہا ابوبکر ان رسول اللہ قال لانورث ماترکناہ صدقۃ
فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ فہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ
حتّٰی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشہر یعنی عروہ بن زبیر
کہتا ہے کہ عائشہ ام المومنین نے اسی عروہ سے بیان کیا کہ فاطمہ بنت رسول نے
ابوبکر صدیق سے کہا کہ جو میرے باپ کا ترکہ مال فی سے ہے اُسکی میراث مجھے
تقسیم کردے ابوبکر نے کہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال مین میراث
جاری نہین ہوتی بلکہ ہمارا ترکہ صدقہ ہے پس جناب فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئین
اور ہمیشہ ابوبکر کو بُرا کہتی رہین تا اینکہ آپ نے وفات پائی اور بعد وفات سرور
کائنات چھ مہینے زندہ رہین انتہی اگر کوئی ہٹ دھرم یہ خیال کرے کہ یہ کاتب
کی غلطی ہے تو دوسرے مطبع کی کہ جو مطبوعہ مطبع احمدی شہر میرٹھ ۱۲۸۲ ہجری
ہے اسکے صفحہ ۳۲۵ ۱۱ مین بھی غضبت ہی اور مسند احمد حنبل ۱۵ مین بھی غضبت
وارد ہوا ہے اور مدارج النبوۃ ۲۲ صفحہ ۲۲ مین ہے واز اوزاعی آوردہ اند کہ
گفت بیرون آمد ابوبکر بر در فاطمہ در روز گرم و گفت نمی روم ازینجا تا راضی نگردد
از من بنت رسول پس در آمد بروی پس سوگند داد بر فاطمہ کہ راضی شود پس راضی
شد فاطمہ اخرجہ السمان فی کتاب الموافقۃ اور ایضاً صفحہ ۲۸ ۲۷ مین ہے و در
فصل الخطاب آوردہ کہ آمد ابوبکر بر فاطمہ ہنگامے کہ سخت شد مرضی و استیذان

کرد بروی پس گفت مرا درا علی این ابو بکرست بر در اگر میخواہی اذن کن مراورا
کہ در آید گفت فاطمہ آیا در آمدن وے بر تو محبوب ست از نادر آمدن گفت نعم
پس در آمد و اعتذار کرد بسوی او و سخن کرد پس راضی شد فاطمہ از وی اور
ایضاً ۲۷ ۲۵/۱۵ مین ہے ابو بکر صدیق عیادت کرد فاطمہ را در مرض وے
وایستادہ بر در وی و گفت علی این ابو بکرست واستیذان میکند بر تو گفت
فاطمہ دوست میداری کہ اذن کنم اورا گفت نعم پس اذن دادن فاطمہ در آمد ابو بکر
پس راضی گردانید ابو بکر فاطمہ را تا راضی شد کذا فی کتاب الوفا ۲۲ **ایضاً** ۲۵/۲۱
مین و در ریاض النضرۃ آوردہ است کہ در آمد ابو بکر بر فاطمہ و اعتذار نمودہ پس
راضی شد فاطمہ از وے اور **فتح الباری** مین ابن حجر نے لکھا ہے واما
سبب غضبہا مع احتجاج ابی بکر بالحدیث المذکور فلاعتقادہا
تاویل الحدیث المذکور علی خلاف ما تمسک بہ ابو بکر یعنی سبب
غضب جناب سیدہ ابو بکر پر باوجود حدیث سے دلیل لانے مین ابو بکر کے یہ تھا
کہ وہ معظمہ اپنے اعتقاد مین اُسکے خلاف تاویل کرتی تھین مین کہتا ہون کہ ابن
حجر کا یہ قول کہ جناب فاطمہ نے تاویل اس حدیث کی خلاف استدلال ابو بکر کے
فرمائی اگرچہ غرض اس سے ابن حجر کی یہ ہے کہ جناب سیدہ نے ابو بکر کو اس حدیث
کے بیان کرنے مین کاذب اور وضاع و مفتری رسول خدا پر نہین جانا مگر اس کو
معنی حدیث کے سمجھنے مین خطا کار تصور فرمایا اور اس کا نتیجہ ابن حجر نے یہ سوچا
ہے کہ شناعت کذب اور وضع حدیث کی جو قادح عدالت ہے برطرف ہو جائے
مگر ظاہر ہے کہ یہ تاویل ابن حجر کی سراسر غلط ہے اور مخالف ہے اُن روایات کی

جن مین صاف صاف مذکور ہے کہ جناب سیدہ نے کہا کہ اے ابو بکر تو اپنے باپ
کا وارث ہو اور مین ورثہ پدر سے محروم رہون خواہ حضرت سلیمان کی وراثت
کی آیت خواہ آیہ یرثنی ویرث من آل یعقوب سے استدلال کی ان سب کا مقتضا
یہی ہے کہ جناب سیدہ اور جناب امیرؑ نے ابو بکر کو دروغگو اور مفتری تجویز کرکے اس
روایت کو موضوع خیال کیا تھا تاہم اتنا تو ضرور ابن حجر نے قبول کیا کہ یہ حدیث نص
صریح بلکہ متبادر ان معنون مین نہین ہے جس سے استدلال ابو بکر نے کیا تھا بلکہ
اور معنی بھی اُسکے ہو سکتے ہین اور متبادر وہی معنی تھے جو جناب سیدہ نے سمجھے تھے
ورنہ اگر دونون احتمال برابر تھے پھر غضب اور ملال کا کیا موقع تھا بہر حال جب
حدیث مذکور باعتراف ابن حجر محتمل اور معنی کے تھے اور نص قطعی استدلال ابو بکر
پر نہ تھی پھر بھی تو استدلال ابو بکر باطل ہو گیا اسلئے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
غرض فاطمہ کی رنجیدگی عبارات کتب محولہ بالا سے بخوبی ثابت ہے پھر اصلاح
کنندگان احادیث نے یہ کیا ہے کہ غضبت نہین بلکہ وجدت ہے اور اُسکے معنی
مذمت کے آتے ہین یعنی جناب سیدہ دعوی پر نادم ہوئین چنانچہ **نانوتوی**
نے بھی تقلید کرکے لکھدیا کہ (فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی کشیدگی جو درحقیقت
بوجہ ندامت تھی) سادات سُنیہ تو اپنی جدہ ماجدہ کی تعریف سنکر بہت خوش ہوگئے
کہ کیسی سچ نکلتی ہے کہ لوگون پر جھوٹے دعوی کرتی پھرے اچھا ہوا کہ ندامت
اٹھائی حقیقۃً **بخاری** غزوہ خیبر اور **مسلم** کتاب الجہاد اور **مسند احمد حنبل**
مین دوسری جگہ اور **صواعق** ۹۔ اور **کنز العمال** کتاب الامارۃ فرع اول
فصل ۲ باب ۲ مین وجدت ہے لیکن منصف مزاج کو کتب لغت دیکھنے سے معلوم

ہوگا کہ وجد کے معنی بھی رنجیدگی کے آتے ہین چنانچہ **قاموس** مین وجد بمعنی
غضب وحزن اور **منتخب اللغات** مین وجد بمعنی اندوہگین شدن ہے
اور **نانوتوی** نے بہی لکھا ہے کہ اگر اسکے بعد کلمہ علی ہوتا ہے تو غصہ کے
معنی ہوتے ہین سو یہان موجود ہے مگر پھر یون تاویل کی ہے کہ (ممکن ہے
حقیقۃ الامر کچھ اور ہو اور راوی کچھ اور سمجھ گیا ہو) حقیقۃً یہ ذہن رسا نانوتوی
کا تہا راوی کہ جو عین وقت پر تھا اسکو تو دھوکا ہوا اور نانوتوی صاحب پر
نعوذ باللہ الہام ہوا وحی نازل ہوئی بقول شاہ صاحب اصح الکتب بعد کتاب
باری صحیح بخاری ہے اُسکے مقابلہ پر دوسری کتاب کا اعتبار یا تحریر نانوتوی وغیرہ
کا کیا شمار ہے سو اسمین صاف غضبت کا لفظ موجود ہے اور اس کی تائید مین
کنز العمال اور کتاب الامارۃ **بخاری** باب خیبر اور **صواعق** مین ہے
واما الذی شجر بینی وبینکم من ھذاہ الاموال یعنی ابو بکر نے کہا کہ جو
ہمارے تمھارے درمیان مین اس مال کی بابت جھگڑے واقع ہوے ہین
اور **شرح نہج البلاغہ** مین ابو بکر جوہری نے لکھا ہے راوی کہتا ہے کہ جب
ہمنے حج سے مراجعت کی اور عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن الحسن کی خدمت مین
آئے اور اُن سے کچھ سوالات سب لوگون نے کئے فسالنہ عن ابی بکر وعمر فقال
سئل جدی عبد اللہ بن الحسن عن ھذہ المسئلہ فقال کانت اُمّی صدیقہ
بنت نبی مرسل وماتت وہی غضبی علی انسان فنحن غضاب لغضبہا
راوی کہتا ہے کہ ہمنے اُنسے ابو بکر وعمر کے بارہ مین سوال کیا تو کہا کہ میرے جد بزرگوار
عبد اللہ بن حسن سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا تو فرمایا کہ ہماری مادر گرامی صدیقہ ز[illegible]

مجلد اول
فصل ۲
باب ۳۰
دوسرا فصل
جزء سادس
صفحہ ۱۲۱

بنی مرسل ایک شخص سے غضبناک رحلت فرما گیئین پس ہم بھی اُنکی ناراضی سے
ناراض ہین اور ابن قتیبہ نے کتاب الامامتہ والسیاستہ مین لکھا ہے فقال
عمر لابی بکر انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا فانطلقا جمیعًا فاستاذنا
علے فاطمہ فلم تاذن لھما فاتیا علیا وکلماہ فادخلھما علیھا
فلما قعدا عندھا حولت وجھھا الی الحائط فسلما علیھا فلم ترد
علیھما السلام یعنی عمر نے ابو بکر سے کہا کہ تو میرے ساتھ فاطمہ کے یہان چل
کہ ہمنے اُنکو غضبناک کیا ہے پس دونون گئے اور فاطمہ سے اجازت چاہی مگر آپ
نے دونون کو اجازت ندی پس وہ دونون خدمتِ مرتضوی مین حاضر ہوے
اور اس معاملہ مین گفتگو کی پس وہ دونون لسفارش علی بن ابیطالب جناب
سیدہ کی خدمت مین حاضر ہوے پس جبکہ بیٹھے تو جناب سیدہ نے اپنا روے
مبارک دیوار کی جانب پھرالیا تو شیخین نے جناب سیدہ کو سلام کیا فاطمہ نے اُنکو
جواب سلام نہ دیا انتہی ممکن ہے کہ آپ نے اپنا منھ بسبب حیا کے جانب دیوار
پھرالیا ہو کیونکہ آپ بڑی صاحب غیرت تھین مگر اس فقرہ کو کہان نکال دیا
جائے فلم ترد علیھما السلام یعنے شیخین کو جناب سیدہ نے جواب سلام ندیا +
مسلم ۲/۱۲ مین ہے تجب للمسلم علےٰ اخیہ رد السلام یعنی مسلمان پر برادر
مسلمان کا جواب سلام واجب ہی اس سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ جناب سیدہ نے
اُنکو مسلمان بھی نہ جانا چہ جائیکہ مومن یا خلیفہ رسول یا لغوذ باللہ جناب سیدہ نے
خطا کی میری راے مین اہلسنت عموماً اور سادات سُنیہ خصوصاً کہدینگے کہ ہان خطا
کی اگر مؤرخ نہوتے اور مثل اس زمانہ کے متعصب سنی ہوتے تو تمام واقعات صحیحہ کا

پتہ نہ ملنا چاہیے کہ احادیث مین اصلاح کردی مگر حق تحریر یا تقریر مین آہی جاتا ہے
پھر ابن قتیبہ کہتا ہے فقالت انشدکما باللہ الم تسمعا من رسول
اللہ یقول رضاء فاطمہ من رضائی وسخط فاطمہ من سخطی ومن احب
فاطمۃ ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمۃ فقد ارضانی ومن اسخط فاطمۃ
فقد اسخطنی قالا نعم سمعناہ من رسول اللہ قالت فانی اشہد اللہ وملائکتہ
فانکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی اشکوتما الیہ فقال
ابوبکر عائذا باللہ من سخطہ وسخطک یا فاطمہ ثم انتحب ابوبکر باکیا
تکاد نفسہ ان تزھق وھی تقول واللہ لادعون اللہ علیک فی کل صلوۃ
وابوبکر یبکی ویقول واللہ لادعون اللہ لک فی کل صلوۃ اصلیہا
یعنی جناب سیدہ نے فرمایا کہ مین تم دونون کو خدا کی قسم دیکر پوچھتی ہون کہ
کیا تم نے رسول اللہ سے نہین سنا کہ فرماتے تھے کہ فاطمہ کی رضامندی میری رضا
مندی ہے اور اسکی ناراضی میری ناراضی ہے اور جو میری بیٹی فاطمہ سے محبت رکھے
اُس نے مجھے دوست رکھا اور جسنے میری فاطمہ کو راضی رکھا اس نے مجھے راضی رکھا
اور جسنے فاطمہ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا شیخین نے کہا کہ ہان حضرت سے
سنا ہے تب جناب سیدہ نے فرمایا کہ مین خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ کرتی ہون کہ تم دونون
نے مجھے رنجیدہ کیا اور ناراض کیا اور جب مین رسول خدا سے ملونگی تو تم دونون کی ضرور
شکایت کرونگی ابوبکر نے کہا کہ مین آنحضرت کی اور تمھاری ناراضی سے پناہ مانگتا ہون
پھر ابوبکر اسقدر رویا کہ گویا روح اُسکی بدن سے نکل جاویگی اور جناب سیدہ یہی فرماتی
تھین کہ مین تجھپر بعد ہر نماز کے نفرین کرونگی اور ابوبکر روتا تھا اور کہتا تھا کہ مین بعد

ہر نماز کے تمکو دعائے خیر کرونگا انتہی قربان دعائے جناب سیدہ کہ آپ تو اُنپر نفرین
کرتے کرتے رحلت فرماگئین مگر یہ سنت سُنیّہ اور عبادت رضیہ مرضیہ انکی شیعیان باصفا
مین مثل اوراد وظایف پنجگانہ جاری وساری ہے ۹ چھین کر باغ فدک کیا پھل ملا
آپ اپنے حق مین کانٹے بوگئے ہ چونکہ اہل سنت کی عموماً یہ عادت ہے کہ جہان کسی
نے کلمۂ حق کہا اور وہ شیعہ ہوا تو ممکن ہے کہ کوئی ہٹ وہرم ابن قتیبہ کو بھی شیعہ
کہدے تو اب اسکی وقعت بہی منصف مزاجون پر ظاہر کرنا پر ضرور ہے چنانچہ
مختصر تاریخ بغداد مین ہے کہ ابن قتیبہ ابو محمد الکاتب الدینوری
کان فاضلاً وهو صاحب التصانیف المشهورة والکتب المعروفه
یعنی ابن قتبہ ابو محمد مرد فاضل اور صاحب تصانیف مشہورہ اور کتب معروفہ تھا
اور وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے لکھا ہے کان فاضلاً ثقة
یعنی ابن قتبہ مرد فاضل وثقہ تھا اور تحفہ ج۲ مین ہے وعبد اللہ بن مسلم
بن قتیبہ کہ در اہل سنت معدود می شود کتاب المعارف در اصل از تصانیف
ہمین اخیر ست اور لآلی مصنوعہ مین سیوطی اور صواعق ۱۱/۱۲ مین ابن
حجر اسکے قول کی سند لاتے ہین اور مختصر تنزیہ الشریعۃ مصنفہ رحمۃ اللہ کہ
جسکو شیخ عبد الحق دہلوی نے کتاب ماثبت بالسنۃ مین الشیخ الامام الحافظ
العلامہ لکھا ہے وہ بہی قول ابن قتیبہ کو سند لائے ہین اور تطہیر الجنان
واللسان مین ابن حجر نے ۱۰۵ پر لکھا ہے من بعض المحدثین کابن
قتیبۃ مع جلالتہ الفاضیہ یعنی بعض محدثین مثل ابن قتبہ کی باوجود جلالت
انکے اور رسالہ حلت غنا مصنفہ قاضی عیسیٰ بن عبد الرحیم کہ بزبان عربی

ہے ؁ ۱۶ء مین قول ابن قتیبہ کا سنداً لایا گیا ہے دروی ابن قتیبہ بسندہ
عن اسمعٰیل بن علیہ انہ قال الطرب عقل وکرم فمن لم یطرب فلیس
بعاقل ولا کریم یعنی روایت کی ابن قتیبہ نے بسند خود اسمعٰیل بن علیہ سے کہ
کہا اُس نے طرب عقل و کرم ہے جو شخص صاحب طرب نہین ہے وہ
عاقل اور کریم نہین ہے انتہی اور ابوبکر جوہری نے لکھا ہے
قالت یعنی لابی بکر لا کلمتک ابدا قال ابو بکر لا اھجرتک ابدا
قالت واللہ لادعون اللہ علیک قال واللہ لادعون اللہ لک فلما حضرتہا
الوفاۃ اوصیت ان لا یصلی علیہا فدفنت لیلا الخ یعنی جناب سیدہ نے
ابو بکر سے فرمایا کہ مین کبھی تجھسے بات نکرونگی ابو بکر نے کہا کہ مین آپ سے علیحدہ
ہرگز نہونگا فاطمہ نے فرمایا کہ مین خدا سے تیرے لئے دعاے بد کرونگی ابو بکر
نے کہا کہ مین آپ کے حق مین دعاے خیر کرون گا جب وقت وفات سیدہ
قریب ہوا تو وصیت کی کہ ابو بکر میرے جنازہ پر نماز نہ پڑھے اور شب کو دفن
کیا انتہی اسی کی تائید مین ہے بخاری کا فقرہ کہ جو حدیث غزوہ خیبر مین ہے
لا تکلمتہ حتی ماتت یعنی جناب سیدہ نے مرتے دم تک ابو بکر سے
کلام نہ کیا اب تاویل کرنا کہ در بارہ فدک کبھی کلام نہ کیا یہ ایجاد بندہ اگرچہ گندہ
ہے حدیث مین طلب فدک نہین لکھا ہے بلکہ غضبت وغیرہ کے قرائن ترک
کلام پر دال ہین اور پھر آپ کا وعدہ نفرین کرنا پناہ بخدا ؏ ہر کہ بنود دوستدار
فاطمہ :: بے شک اور اجا بود در حاطمہ ۱۲ اور مسلم ج ۲ $\frac{91}{15}$ مین ہے فلما توفیت
دفنہا زوجہا علی بن ابیطالب لیلا ولم یوذن بہا ابو بکر وصلی علیہا

علے یعنی جبکہ جناب سیدہ نے شہادت پائی تو اُن کے شوہر علی بن ابیطالب
نے اُنکو رات کو دفن کیا اور ابو بکر کو حاضری کی اجازت نہ دی اور حضرت
علی ہی نے اُن کے جنازہ پر نماز پڑھی مدارج ج ۲ ص ۵۲۸ مین ہے و مشہور
آنست کہ ابو بکر بر جنازہ فاطمہ نبود و نماز نہ گذارد بروی بسبب آنکہ بر آوردن
فاطمہ در شب بود علی ابو بکر را خبر نکرد کہ شب ست و ابو بکر منتظر طلب علی نشستہ
اور ایضاً ج ۲ ص ۵۵۴ مین ہے و در بقیع در شب مدفون گشتہ و نماز بروی علی
و بقولی عباس گذارد گویند روز دیگر ابو بکر صدیق و عمر فاروق و صحابہ دیگر
با علی مرتضیٰ شکایت کردند کہ چون مارا خبر نکردی تا شرف نماز بروے دریافتمی
علی عذر گفت کہ بنا بر وصیت وے کردم اِن احادیث سے اہل انصاف استنباط
فرما سکتے ہین کہ کس درجہ فاطمہ ابو بکر سے ناراض تھین آخر کوئی صدمہ ایسا
پہنچا ہوگا کہ جو اس ثواب بے حساب سے صحابہ کو محروم رکھا کوئی جنازہ پر حاضر
ہو مگر ابو بکر نہ آنے پاوے اور پھر بقول اہل سنت ابو بکر خلیفہ رسول کہ جن کا
فی الجملہ کار منصبی ہو کہ نماز عیدین و جنازہ وغیرہ بجالائے کہ حاکم امت ہوتا ہے
اور پھر الٹی حضرت علی سے شکایت کرنی کہ آپ نے ہمکو اطلاع نہ دی اگر شرف
نماز حاصل کرنا تھا تو خود چلے گئے ہوتے کیا بنی ہاشم مین کوئی شادی تھی یا
خوشی ہوئی تھی کہ جسکی جابجا اطلاع دیجاتی اور بھلا جناب امیر کب خلاف وصیت
دختر رسول کیپر کرسکتے تھے اہل سنت ذرا دل مین شرما کر انصاف تو کرین کہ دختر رسول
کی وفات ہو اور اصحاب کو خبر بھی نہو کیا فاطمہ یکایک راہی جنت ہوئین کوئی مرض
بھی تو ہوا ہوگا یہ دونون سوتیلے نانا اور عثمان بقول سنیان جناب سیدہ کے بہنوئی

کسی نے بھی عیادت نہ کی لیکن انکو عیادت سے کیا کام انھین ذات شریف کے
صدمات نے تو فاطمہ کو گھلا دیا کہ زیادہ سے زیادہ چھ مہینے زندہ رہین غضب فدک کا
صدمہ تو ہوا ہی ہوگا درکیون نہوتا شریف کو بمقابلہ رزیل اور آقا کو بمقابلہ غلام
ہارنا اور دعوی بھی سچا ہو تو کسقدر توہین و تذلیل ہے اور طرہ تو یہ ہے کہ دروغ
گویم بروی تو شاہصاحب نے **تحفہ** مطاعن ابوبکر طعن سیزدہم مین لکھا ہے
اما امامیہ پس صاحب محجاج السالکین وغیرہ از علمائے ایشان روایت کردہ
ان ابوبکر لما رای ان فاطمہ انقبضت عنہ وھجرتہ و لم تتکلم بعد
ذلک فی امر فدک کبر ذلک عندہ فاراد استرضاءھا فاتاھا فقال
لھا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولاکنی رایت رسول اللہ
یقسمھا فیعطی الفقرا والمساکین وابن السبیل بعد ان یوتی منھا قوتکم
فما تصنعین
والصانعین بھا فقالت افعل فیھا کما کان ابی رسول اللہ یفعل فیھا
فقال ذلک اللہ علی ان افعل فیھا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن
فقال واللہ لافعلن ذلک فقالت اللھم اشھد فرضیت بذلک واخذت
العھد علیہ وکان ابوبکر یعطیھم منھا قوتھم ویقسم الباقی
فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل این ست عبارت مرویہ در محجاج السالکین
و دیگر کتب معتبرہ امامیہ اور اسکی تقلید سے **نانوتوی** نے بھی لکھدیا ؛
(محجاج السالکین مین جو عمدہ کتب فرقہ امامیہ ہے اور نیز اور کتابون مین یہ
روایت موجود ہے) شاہصاحب وغیرہ نے دیگر کتب معتبرہ امامیہ کا نام نہ لکھا
اور نہ محجاج السالکین کا حال لکھا کہ کس کی تصنیف سے ہے مصنف کا کیا نام

ہے کہان کا رہنے والا ہے کس سن مین پیدا ہوا کب مرا علم رجال کی کس کتاب
مین اس کتاب یا مصنف کا نام اور توثیق ہے کسی عالم شیعہ نے اس کتاب
کے حوالہ سے اور کوئی مضمون بہی لکھا ہے اور اگر ایسی نہین ہے تو شاہ جی
صاحب اسکو اپنی المماری نانوتوی اپنی بخاری مین چہپا رکھین یہ سب شاہ صاحب
اور نیز اُن کے خوشہ چینون کی طوفان بندیان اور سقیفہ سازیان ہین اگر ایسے
طوفان بے تمیزی نہ اٹھاتے تو مریدون سے پلاؤ اور قورمہ کیونکر کھاتے مال
ہندوستان کا پنجاب سے تا بنگال اور بمبئی وغیرہ سے تا حد شمال کیونکر اڑتے
اگر اس وقت مین نانوتوی اور شاہ صاحب نہین تو اور بھی علماء اہل سنت
بڑے بڑے عمامہ والے اور ریش سفید و دراز والے ہین کہ جنھون نے ہمیشہ صحاح ستہ
وغیرہ ہی پڑہائے ہین اور تمام ہند و سندھ انکا مرید ہے اُس کتاب کا پتہ و نشان
بتلادین ورنہ پھر محجاج السالکین کا نام زبان پر نہ لادین ایسا نہین کہ جیسے
مولوی حیدر علی صاحب ایک صحاف کی دوکان پر چشم دید اپنی اس کتاب
کو بتلا رہے ہین اور مشکوۃ اور بخاری مین ہے کہ الفاطمہ
بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ
فاطمہ میری پارہ جگر ہے جسنے اسکو غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا اب
دیکھنا چاہیے کہ رنجیدگی جناب سیدہ کا کیا نتیجہ ہے کہ جس سے رسول بہی رنجیدہ
ہوتے ہین وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قرآن مین
موجود ہے یعنی جو لوگ کہ رسول اللہ کو اذیت دیتے ہین اُنکے لئے عذاب
دردناک ہے اس مقام پر چو پوز بیان اور دشمنان سیدہ نساء عالمیان

نے حمایت خلفاء مین آکر جناب سیدہ کی خطا ثابت کی ہے چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ مین لکھا ہے کہ ابو بکر ہرگز قصد ایذای فاطمہ نداشت اور بعد دو سطر کے لکھتا ہے کہ آری فاطمہ زہرا بنابر حکم بشریت در غضب آمدہ باشد لیکن چون وعید بلفظ اغضاب است نہ غضب بو بکر را ازین چہ باک اگر باین لفظ وعید واقع می شد کہ من غضبت علیہ غضبت علیہ البتہ ابو بکر را خوف می بود اور نانوتوی نے بھی لکھدیا کہ (کمال نادانی کی بات ہے کہ کوئی شخص صدیق اکبر کی طرف یہ بات منسوب کرے کہ انھون نے بالقصد حضرت فاطمہ کو غصہ دلایا تھا) اور پھر دوسری سطر مین لکھا ہے (کہ حضرت فاطمہ بمقتضائے بشریت غصہ ہو گئی ہون) کیا خوب فقرہ ہے کہ خود بخود ناراض ہو گئین ابو بکر نے ناراض نہین کیا ابو بکر اور کیا کرتا جا گیر ضبطی مین آگئی دروازہ پر آگ اور لکڑیان جمع ہو گئین عمر نے بقسم یہ کہا کہ مین اس گھر کو جلا دون گا اگرچہ فاطمہ اور حسنین بھی ہون علی کو بجبر بیعت کیلئے گھر سے باہر نکالا اور پھر ارادۂ غضب نہ کیا ع چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد ، میرے خیال مین اگر عمر دست درازی اہلبیت پر نکرتا تو کسی کو مخالفت اہلبیت کی جرات نہوتی ع خون شہدا تمام برگردن اوست آیہ دافی ہدایہ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو تم مین سے صاحبان حکم ہون پس باتفاق جمیع اہل سنت اولوالامر اسوقت ابو بکر تھا کہ جسکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول تھی اور حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنے جو شخص مرجاوے اور اپنے امام زمان

۹۷
لعن بر دسم
زن ملعونہ عمرو ابوبکر
۱۲

کو نہ پہچانے وہ کافر چنانچہ دیکھو **ازالۃ الغین** ۹۳ھ پس جناب سیدہ اگر خود
بخود ہی ناراض رہین اور سلام و کلام ترک رکھا تو کیا نعوذ باللہ کہہ سکتے ہین کہ وہ
کافرہ مرین اور اس کا نتیجہ اہل سنت نے در پردہ بہی نکالا ہے یہ شجاعت و بہادری
و بے ادبی اہل سنت ہی کے حصہ مین آئی ہے سادات سینیہ تو اس تقریر پُر تاثیر
کو دیکھکر ضرور ہی غور فرما دین گے اور ارازل و شیوخ وغیرہ سے بحث نہین
ع معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا ‡ اور ابن حجر نے **صواعق محرقہ**
مقصد ثالث فضائل اہل بیت $\frac{۱۰۷}{۲۵}$ مین لکھا ہے انہ قال یا فاطمہ ان
اللہ یغضب لغضبک و یرضی برضاھا[۱] یعنی رسالتمآب نے فرمایا کہ
اے فاطمہ خدا تیرے غضب سے غضبناک ہوتا ہے اور تیری رضامندی سے
راضی ہوتا ہے اور **مودۃ القربیٰ** سے حقیر نے پہلے بہی لکھا ہے اور
مدارج النبوۃ $\frac{۲۳ھ}{۱}$ ج ۲ مین ہے عن علی[۲] قال رسول اللہ ان اللہ یغضب
بغضب فاطمہ و یرضی برضاھا یعنی جناب امیر سے منقول ہے کہ رسالت
مآب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے ناراضی فاطمہ سے اور اُسکی رضا
مندی سے راضی ہوتا ہے۔ اب تو شاہ صاحب کا فقرہ کہ باین لفظ وعید واقع
می شد کہ من غضبت[۲] فاطمہ علیہ غضبت علیہ ابو بکر را خوف
می بود رفو چکہ ہو گیا اب تو امر جہ شرفا مین آگیا کہ ابو بکر کی بابت کچھ خوف ہے
اور ضرور پانی مرتا ہے اور کچھ دال مین کالا ہے چاہے فاطمہ خود بخود ہی ناراض
ہو ہین اُنکی رنجیدگی سے خدا ناراض اور غضبناک ہے مغضوب خدا کی بابت
اگر ہم کچھ زبان سے کہین تو شاید کسی کو ناگوار ہو یا صاف صاف کلمہ حق قلم سے

[۱] یہ حدیث کنز العمال مین علی متقی اور کتاب اصابہ اور مفتاح النجا تصنیف مرزا محمد معتمد خان بدخشانی اور مستدرک حاکم اور مناقب ... مین بہی ہے [۲] ... فاطمہ غضبناک ... جو ابو بکر پر غضبناک تہین ۱۲

لکھدیوین تو بمقاد الحق مر کسیکو تلخ گذرے تو ہم کچھ نہین کہتے مگر تبرکاً ایک آیہ

پر یہ تنقیح ختم ہوتی ہے غضب [۵۲] اللہ علیہم ولعنہم واعد لہم جہنم و

ساءت مصیرا ہ چھین کر باغ فدک کیا پھل ملا؛ آپ اپنے حق مین کانٹے بوگئے

تنقیح چہارم ابو بکر نے کس مسئلہ حقہ اور فیصلہ شرعیہ سے فاطمہ کو فدک نہ دیا اور

وہ مسئلہ حق تھا یا نہ جاننا چاہیئے کہ جب جناب سیدہ کو فدک بذریعہ ہبہ نملا اور بذریعہ

وراثت دعوی کیا تو ابو بکر نے یہ کہا کہ نحن [۵۳] معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث

ما ترکناہ صدقۃ حالانکہ یہ حدیث ابوبکری بوجوہ عدیدہ و بدلائل غلط

اور وضعی اور لغو اور جھوٹی ہے اور محض رسول انام پر اتہام ہے **پہلی دلیل**

یہ روایت موضوعی آیہ وورث سلیمان داؤد کے خلاف ہے یہان پیروان

خلیفہ اور دشمنان فاطمہ صدیقہ وراثت علم مراد لیتے ہین کیونکہ داؤد کے ۱۹ فرزند تھے

اگر وراثت مال ہوتی تو سب مالک ہوتے چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ [۵۴] مین لکھا

ہے کہ باجماع اہل تاریخ حضرت داؤد نوزدہ پسر داشت پس ہمہ وارث آنحضرت

می شدند انکی تقلید سے نانوتوی نے بھی بعینہ اُسی کو دوسرے رنگ مین لگا

کہ (بالاتفاق مورخین اور اجماع اہل تواریخ حضرت داؤد کے ۱۹ فرزند تھے ایک

سلیمان اور اٹھارہ اور پس سبھی وارث ہوتے) یہ قول بوجوہ مردود ہے **اولاً**

شرع اور لغت مین ارث اُسکو کہتے ہین کہ جو مرنے والے سے اُسکے وارثان کو ملتا ہے

نقد ہو یا جنس اور ارث کا استعمال علم اور نبوت پر حقیقۃً نہین ہوتا مگر مجازاً جیسے

کہ حدیث متنازعہ فیہ مین ہے اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا بلا دلیل جائز نہین

ثانیاً طیبی شارح مشکوۃ نے حاشیہ **کشاف** تفسیر آیہ یرثنی ویرث من آل

[۵۱] ۔۔۔ ہوتا ہے ۱۲

[۵۲] غضب ہے اللہ کا انپر اور انپر لعنت ہے اور تیار ہے انکے لئے جہنم اور کیا بری بازگشت ہے ناوہ ۱۲

[۵۳] ہم گروہ انبیا نہ وارث ہوتے ہین اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے ہمارا ترکہ صدقہ ہے ۱۲

[۵۴] مطاعن ابوبکر طعن دوازدہم

[۵۵] تحفہ

[۵۶] سورہ مریم ۱۲

یعقوب مین لکھا ہے الراغب الوراثۃ انتقال قنیۃ الیک من غیرک من غیر عقد
ولا ما یجری مجری العقد وسمی بذلک المنتقل عن المیت ویقال للقنیۃ موروث
ومیراث وارث وتراث ویقال ورثت مالا عن زید وورثت زیدا قال
اللہ تعالی وورث سلیمان داؤد وقال وورثہ ابواہ فلامہ الثلث
یعنی وراثت کے معنی مال کا انتقال کرنا تیری طرف بلا عقد اور بدون اس صیغہ کی جو
قایم مقام عقد کی ہو اور اس چیز کو جو میت سے منتقل ہو موروث اور میراث اور ارث اور
تراث کہتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ مین زید کے مال کا وارث ہوا اور مین زید کا وارث
ہوا فرمایا ہے اللہ تعالی نے وورث ف۵۱ سلیمان داود اور فرمایا ہے وورثہ ف۵۲ ابواہ
فلامہ الثلث انتہی پس یہان وراثت مالی ہے ثالثًا شاید شریعت داؤد
مین ایک ہی پسر کو حق ملتا ہو رابعًا اس سے اور وارثون کی نفی نہین ہوتی کہ
اورون کو نہ دیا ہو سلیمان کا ذکر فقط اُنکی وقعت کی وجہ سے ہے ہر فرد بشر کا ذکر لازم
نہین چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گذرے ہین سب کا ذکر قرآن مین کیا تواریخ مین
بھی نہین خامسًا ممکن ہے کہ حیات داؤد مین سب کا انتقال ہوگیا ہو سادسًا
ممکن ہے کہ کوئی فعل منجملہ موانع ارث کے اُنسے صادر ہوا ہو سابعًا ابن ابی الحدید نے
شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہے کہ حیث قال وفی کتب الیھود والنصاری
ان بنی داود وکانوا تسعۃ عشر وقد قال بعض المسلمین ایضا ذالک
یعنی کتب یہود و نصاریٰ مین مذکور ہے کہ پسران داؤد انیس ۱۹ تھے اور بعض مسلمانو نکا
بھی یہی قول ہے ثامنًا قرآن مین ووھبنا لداود سلیمان یعنی ہمنے داؤد کو
سلیمان ہبہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور کوئی داؤد کی اولاد نہ تھی بجز سلیمان

ف۵۱ اور وارث ہوئے داؤد کے حضرت سلیمان ۱۲

ف۵۲ اور وارث ہین اسکے والدین یعنی ماں کا تہائی حصہ ہے ۱۲

کے پھر انیس فرزند کا ہونا کہان سے پایا جاتا ہے اور اگر کسی کا قول ہو تو بمقابلہ
آیت کیا وقعت ہوسکتی ہے تاسعاً زیر تفسیر آیہ اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات
الجیاد **تفسیر بیضاوی** اور **تفسیر بحر المعانی** مین لکھا ہے روی
انہ علیہ السلام غزا دمشق ونصیبین واصاب الف فرس وقیل اصابہا
ابوہ من العمالقۃ فورثہا منہ یعنی حضرت سلیمان نے اہل دمشق اور نصیبین
سے لڑائی کرکے ہزار گھوڑے پائے اور بعض کہتے ہین کہ اُنکے باپ نے عمالقہ
سے پائے اور پھر وہ وراثت مین حضرت سلیمان نے پائے اور **تفسیر کشاف**
اور **مدارک** مین بھی درج ہی ان سلیمان علیہ السلام غزا اہل
دمشق ونصیبین و اصاب الف فرس وقیل ورثہا من ابیہ واصابہا
ابوہ من العمالقہ یعنی مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دمشق
اور نصیبین سے لڑکر ہزار گھوڑے پائے اور بعض کہتے ہین کہ اپنے باپ سے وراثت
مین پائے اور اُنکے باپ کو عمالقہ سے ملے تھے اب کیا یہ گھوڑے بھی نبوت کے
لوازمہ سے ہین مثل علم کی جو نبی کو یا وصی کو نبی سے پہنچتا ہے اور اسمین موجبات
ثلثہ ابنت کے شرط نہین ہوئی بلکہ اجنبی کو بھی وراثت علمی ہوتی ہے **دلیل دوسری**
یہ روایت موضوعہ خلاف ہے آیہ وافی ہدایہ وانی خفت الموالی من ورائی وکانت
امرأتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ
رب رضیا یعنی اور تحقیقکہ مین اپنے چچازاد بھائیون سے کہ جو میرے پس ماندگان
ہین خوف رکھتا ہون اور زوجہ میری بانجھ ہے پس اپنی جانب سے مجھے ایسا وارث
عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اسکو برگزیدہ کر انتہی یہ دعائے ذکریا

ہے لیکن اہل سنت نے بہت کوشش کی ہے کہ جناب سیدہ اپنے دعوی مین کاذبہ ٹھہرین اور خلفاء کا مرتبہ انبیا سے بھی بڑھ جاوے کہ اُنپر نہ عمدًا نہ سہوًا نسبت خطا کیجاوے چنانچہ یہان بھی وراثت نبوۃ مراد لی ہے حالانکہ یہ معنی بھی بچند وجوہ مردود ہین **اولًا** شرع اور لغت مین ارث کا استعمال حقیقۃً مال پر ہوتا ہے اور مجازًا علم پر کہ جو بلا قرینہ نہین معلوم ہوتے چنانچہ پہلے بیان ہوچکا **ثانیًا** ملا علی قاریؒ نے **شرح مشکوۃ** مین لکھا ہے وخالف الحسن البصری فی المسئلہ العامۃ قال وھذا الحکم مختص بنبینا لقولہ تعالی یرثنی ویرث من آل یعقوب قال وھی وراثۃ مال لا نبوۃ والا لم یقل انی خفت الموالی من ورائی اذ لا یخافھم علے النبوۃ یعنی حسن بصری نے اختلاف کیا ہے مسئلہ عامہ مین اور کہا ہے کہ یہ حکم ہمارے نبی کے لئے مخصوص ہے کیونکہ پروردگار عالم نے فرمایا ہے یرثنی ویرث من آل یعقوب اور کہا ہے کہ وہ وراثت مال ہے نہ نبوۃ ورنہ نہ کہتے انی خفت الموالی من ورائی کیونکہ نبوت مین اُنسے کیا خوف تھا مین کہتا ہون اس وجہ سے کہ حضرت ذکریا خوب جانتے تھے کہ خدا تعالے نبوت اُسکو عطا کرتا ہے کہ جو اُسکے لایق ہو اور عقلًا بعید ہے کہ حضرت ذکریا کو یہ خوف ہو کہ مبادا میرے چچازاد بھائیون مین سے کوئی نبی ہوجاوے کہ وہ نالایق ہین اور اگر کسی کو خدائے تعالی نبی کرنا چاہے تو کب کسی کی دعا سے ٹل سکتا ہے تو ذکریا کا دعا مانگنا ہی لغو بلکہ بخل تھا کہ جو اہل دنیا کے نزدیک بھی صفات ذمیمہ وخصائص دنیہ سے ہے چہ جائیکہ نبی یا رسول سے ایسا قول صادر ہو ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؁ اور اگر بعد حضرت ذکریا کے وہ نبی ہوجاتے تو ذکریا کو کیا ضرر پہنچا سکتے تھے آنکھ پھوٹی پڑ گئی

پس مراد یہان وراثت مال ہے کہ اُنکے چچیرے بھائی اگر مالک ہوجاتے تو اُس
مال کو افعال قبیحہ مین صرف کرتے کہ وہ بد اطوار تھے اسی لئے دعا مانگتے تھے کہ
پروردگارا کوئی ایسا فرزند عطا کر کہ میرے مال کو تیری رضا مین صرف کرے
ثالثًا واجعلہ رب رضیا - اگر مراد وراثت نبوت ہے تو اُس مین تمام فضائل
آگئے اس لئے کہ پیغمبری سے بڑھکر کونسی فضیلت ہوگی اور جب وہ نبی ہوگیا تو
پھر اُسکے لئے دعا رضی ہونیکی لغو ہے رابعًا مراد یہان وراثت مال ہے چنانچہ
معالم التنزیل مین اسی آیہ کی تفسیر مین ہے قال الحسن معناہ یرثنی مالی
ویرث من ال یعقوب النبوۃ یعنی حسن نے کہا ہے کہ یرثنی مین وراثت مال اور یرث من ال
یعقوب مین نبوۃ مراد ہے خامسًا فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے
واختلفوا فی المراد بالمیراث علی وجوہ احدھا ان المراد بالمیراث فی الموضعین
ھو وراثۃ المال وھذا قول ابن عباس والحسن والضحاک وثانیھا ان المراد
بہ فی الموضعین وراثۃ النبوۃ وھو قول ابی صالح وثالثھا یرثنی المال و
یرث من ال یعقوب النبوۃ وھو قول السدی ومجاھد والشعبی وروی ایضًا
عن ابن عباس والحسن والضحاک ورابعھا یرثنی العلم ویرث من ال یعقوب
النبوۃ وھو مروی عن مجاھد یعنی میراث مین چند طور پر اختلاف کیا ہے اول
یہ کہ دونون جگہ وراثت مال مراد ہے اور یہ قول ابن عباس اور حسن اور ضحاک کا
ہے اور دوسرے یہ کہ دونون جگہ وراثت نبوۃ مراد ہے اور یہ ابو صالح کا قول ہے
اور تیسرے یہ کہ یرثنی مین مال اور یرث من آل یعقوب مین نبوۃ مراد ہے اور یہ
قول سدی اور مجاہد اور شعبی کا ہے اور ابن عباس اور حسن اور ضحاک سے بھی

یہی مروی ہے اور چوتھے یرثنی مین علم اور یرث من آل یعقوب سے بنوۃ مراد ہے
اور یہ مجاہد سے مروی ہے **تیسری دلیل** فی اولادکم للذکر مثل حظ
الانثیین یعنی حصہ دختر سے پسر کا حصہ دونا ہے مگر اہل سنت حق زہرا البضعۃ
رسول خدا مٹانے کی پیروی مین کہتے ہین کہ یہ آیہ خاص امت کے لئے آیا ہے
اور حضرت اس حکم مین شریک نہین چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ مین لکھا ہے
زیراکہ لفظ کم خطاب بامت ست نہ بپیغمبر اور اسی کی تقلید سے **نانوتوی**
نے بھی قرآن مین عقل آرائی کی حالانکہ یہ صریح خلاف جیا ہے کیونکہ احکام شرع
مین ہم اور نبی برابر ہین تا وقتیکہ تخصیص نہو مثلاً نبی کو چار زوجہ سے زیادہ جائز ہونا
مگر اسکو رسول نے فرما دیا ہو چنانچہ **احکام القرآن** مین ابو بکر جصاص نے
لکھا ہے وایضا فانہ علیہ السلام مساو للامۃ فی سائر الاحکام الا ما
خصہ اللہ تعالیٰ بہ یعنی آنحضرت تمام احکام مین امت کی برابر ہین لیکن جسکی
اللہ تعالیٰ نے تخصیص کر دی ہو اور فیصلہ بکریہ سے تخصیص کرنا ہی جائز نہین اس
لئے کہ راوی اسکا فقط ابو بکر ہے اور عموم قرآن کی خبر احاد سی تخصیص جائز نہین
چنانچہ **تلویح** رکن ثانی شرح قول وحدیث عائشہ مین دلیل نسخ کتاب بالسنہ
مین کہا ہے ان الکتاب لا ینسخ بخبر الواحد یعنی کتاب خبر احاد سی منسوخ
نہین ہوتی اور فخر الدین رازی نے اس آیہ کے زیر تفسیر **تفسیر کبیر** مین لکھا ہی
ان عموم القرآن یجوز تخصیصہ بخبر الواحد یعنی عموم قرآن کے خبر
واحد سے تخصیص جائز نہین اور فیصلہ بکریہ کا احاد سے ہونا عنقریب بیان ہوگا
فتامل وانتظر **چوتھی دلیل** کیا ہے تبلیغ احکام ہے کہ آنحضرت نے

قیامت تک کا انتظام کر دیا اور اپنے گھر کی تعلیم نہ کی اور آیہ وانذر عشیرتک
من الاقربین کو معاذ اللہ لعنت برگوئیدہ پس پشت ڈال دیا اور عمل نہ کیا جناب
فاطمہ و حضرت علی و جناب حسنین علیہم السلام سے زیادہ کون قریب تھا چنانچہ
مودۃ القربیٰ مین صفحہ ۲۹ کے حوالہ سے سابقاً مذکور ہوا نہ ابوبکر و عمر کسی
قطار مین نہ عائشہ و حفصہ کسی شمار مین تعجب ہے کہ حضرت نے ابوبکر کو تو سنا دیا
علی و فاطمہ سے نہ کہا عباس و حسنین سے نفرمایا یا ام ایمن و ام کلثوم اور امہات
المومنین سے نہ ارشاد کیا کہ ہمارا مال صدقہ ہے دیکھو بعد میرے دعوی وراثت نکرنا
بھلا ابوبکر سے کہنے کی کیا ضرورت تھی اپنے وارثون کو وصیت و نصیحت کیا کرتے
ہین یا اغیار کو یہ بات تو ورثا سے ضرور کہنے کی تھی **پانچوین دلیل** اگر یہ حدیث
ہوتی تو فاطمہ اور ازواج ضرور واقف ہوتین کہ وہ بقول محقق بعض اہل سنت اہلبیت
سے ہین اهل البیت ادری بما فی البیت یعنی گھر کا حال گھر والے ہی خوب جانتے
ہین دیکھو اسی فقرہ سے **شوکت عمریہ** مین بھی استدلال کیا ہے پس غلام
باندی کیسے ہی معتبر ہون لیکن عقلا تعلیم و تفہیم مین اولاد کو مقدم رکھتے ہین
تاکہ دنگہ فساد کر کے ہمارے نام پہ بٹہ نہ لگادین لوگ یون نہ کہین کہ باپ تو ایسا
لایق اولاد ایسی ہوئی کہ لوگون سے لڑتی جھگڑتی پھرتی ہے اگر کسی کے سالے
سسرے بداطوار ہون تو خاندان پر بٹہ نہین لگتا بخلاف اولاد خاصہ دختر کے
چھٹی دلیل راوی اس کا فقط ابوبکر ہے چنانچہ **تاریخ الخلفا** اور **صواعق
محرقہ** مین ہے اختلفوا فی میراثہ فما وجدوا عند احد من
ذلک علما فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ یقول انا معاشر الانبیا

لانورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی میراث رسول مقبول مین مابین صحابہ اختلاف پڑا پس اس کا علم کسی کو نہ تھا (یعنی میراث ہوتی ہے یا نہ) پس ابوبکر نے کہا کہ مینے رسول مقبولؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا ہمارا مال صدقہ ہے اور **ابن ابی الحدید** نے لکھا ہے وھذا حدیث غریب لان المشہور انہ لم یرو حدیث انتفاء الارث الا ابوبکر وحدہ یہ حدیث عجیب و غریب ہے مشہور ہے کہ عدم میراث کے حدیث کا راوی فقط ابوبکر ہے اور **مدارج النبوۃ** ۵۲۰ مین ہے کہ روایت این حدیث مخصوص بود با ابوبکر ہمہ صحابہ گواہی دادند بر آن و متفق بودند در آن کل صحابہ کی شرکت کہان سے ثابت ہوئی بڑے صحابہ مین سے جناب امیر ہین چنانچہ **صواعق محرقہ** باب نہم فصل سوم ۱۲۵ اور **تاریخ الخلفا** ۱۱۵ مین ہے اخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یاایھا الذین اٰمنوا الا وعلی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر یعنی طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جہان یاایھا الذین آمنو نازل ہوا ہے تو علی کو مومنین کا امیر و شریف قرار دیا ہے اور اللہ نے اصحاب محمد کو کئی دفعہ عتاب کیا مگر علی کو بخیر و خوبی ہی یاد فرمایا ہے اور پھر بقول صاحب **مودۃ القربیٰ** معصوم اور اعلم امت اُنکے مقابلہ پر کسی کی گواہی کیا وقعت رکھتی ہے اور حضرت علی کا فیصلہ بکر یہ پر شہادت نہ دینا تو جناب سیدہ کی گواہی دینی در زمانہ عمر مین پھر مرافعہ کرنی اور سیدہ کو دعوی سے نہ روکنے سے ثابت ہوتا ہے **ساتوین دلیل** اگر سب صحابہ نے گواہی دی اور

قال رسول اللہ صلعم اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالب ینابیع. رسول خدا نے فرمایا کہ سب سے زیادہ علم مین بعد میرے میری امت مین علی ابن ابی طالب ہے ۱۲

ابو بکر کی تصدیق کرکے کہا کہ ہم سبھون نے رسول خدا کو فرماتے سنا ہے پھر یہ روایت
متواتر ہو گئی متفردات ابو بکر سے اسکو کیون شمار کرتے ہو مگر سچ ہے کہ دروغگو
را حافظہ نباشد **آٹھوین دلیل** اگر حاکم حقیقت مقدمہ سے واقف ہو اور بیانات
شواہد و مدعی خلاف واقع ہون تو حاکم اپنے علم و یقین پر فیصلہ نہین کر سکتا
بلکہ رو شد اد مثل پر ڈالے کر یگا چنانچہ **بخاری** کتاب الاحکام باب الشہادت مین ہے
قال اھل الحجاز الحاکم لا یقضی بعلمہ یعنی اہل حجاز کا قول ہے کہ حاکم اپنے
علم پر فیصلہ نہین کر سکتا اور **ایضاً** دوسری جگہ ہے قال القاسم لا ینبغی
للحاکم ان یقضی بعلمہ دون علم غیرہ مع ان علمہ اکثر من شہادۃ
ولکن فیہ تعرضا للتھمۃ نفسہ عند المسلمین وایقاعا لھم فی الظنون
یعنی قاسم نے کہا ہے کہ مناسب نہین حاکم کو اپنے علم پر فیصلہ کرے بجز علم اپنے
غیر کے باوجودیکہ اسکا علم شہادت غیر سے بڑھا ہوا ہے لیکن مسلمانون کے اتہام
و بدگمانی کا خوف ہے غرض جناب فاطمہ نے دعوی کیا اور شواہد و اسناد پیش
کئے اور قبضہ موجود تھا اگرچہ ابو بکر کو مسئلہ معلوم تھا مگر اسپر فیصلہ کرنا جائز نہین
تھا بلکہ رو شد اد مثل پر ڈالے کرنا تھا چنانچہ غصب فدک مین ابتک متہم ہے
نوین دلیل **کنز العمال** مین ہے عن ابی جعفر قال جاءت فاطمہ
الی ابی بکر تطلب میراثھا وجاء عباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معھما
علی فقال ابو بکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فقال
علی وورث سلیمان داؤد وقال ذکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب
قال ابو بکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم فقال علی ھذا

در باب الشہادات ۱۲

کتاب اللہ ینطق فسکتوا الضرفیا - امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ
جناب سیدہ ابو بکر کے پاس آئین اور اپنی میراث چاہی اور عباس بن عبدالمطلب
آکر اپنے حصہ کے خواہان ہوئے اور جناب سیدہ کے ساتھ حضرت علی بہی تھے تو ابو بکر
نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا ہمارا مال صدقہ
ہے تو حضرت علی نے فرمایا کہ وورث سلیمان داؤد - اور حضرت ذکریا نے کہا کہ
یرثنی ویرث من آل یعقوب ابو بکر نے کہا کہ ہان ایسا ہی ہے اور قسم بخدا تم
وہ جانتے ہو جو مین جانتا ہون پس حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا تو اسطرح
کہتی ہے پس یہ سب خاموش ہو کر چلے گئے اور صواعق ۱۴۹ مین بعد حدیث
ثقلین لکھا ہے فلا تقدموھما فتھلکوا ولا تقصروا عنھما فتھلکوا
ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم یعنی قرآن اور اہلبیت پر پیش قدمی
نکرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ انکی پیروی اور اتباع مین کمی کرو پس ہلاک
ہو جاوگے اور نہ انکو تعلیم کرو کہ وہ تم سے اعلم ہین پس جب دعوی سیدہ پر
حضرت علی نے شہادت دی اور آیات مذکورہ سے فیصلہ بکریہ کو مردود فرمایا تو
بنا بر تحریر صواعق محرقہ قول ابو بکر کو ترجیح ہوگی یا قول حضرت علی کو **دسوین**
دلیل جب متروکہ رسول صدقہ تھا تو ابو بکر نے کیون سند لکھدی چنانچہ
سیرت سبط ابن جوزی مین ہے قال علے بن الحسین رضی اللہ عنھما
جاءت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر وھو
علے المنبر فقالت یا ابا بکر اتی کتاب اللہ ان ترثک ابنتک ولا ارث ابی
فاستعبر باکیا ثم قال یا بابی ابوک وبابی انت ثم نزل فکتب لھا

بفدک و دخل علیه عمر فقال ما ھذا فقال کتاب کتبتہ بفاطمہ بمیراثہا من ابیھا فقال فماذا انتفق علے المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر عنہ الکتاب فشقہ - یعنی فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ فاطمہ بنت رسول ابو بکر کے پاس آئین کہ وہ اُس وقت منبر پر تھا پس جناب سیدہ نے فرمایا کہ اے ابو بکر کیا تجھپر کوئی کتاب خدا نازل ہوئی ہے کہ تیری بیٹی تو تیری وارث ہو اور مین اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہون ابو بکر یہ سُنکر رونے لگا اور کہا کہ تجھپر اور تیرے باپ پر مین اور میرا باپ قربان اور منبر سے اُتر آیا اور جناب سیدہ کو بابت تصرف فدک تحریر کر دی ناگاہ عمر آیا اور ابو بکر سے پوچھا کہ یہ کتبہ کیسا ہے ابو بکر نے کہا کہ مینے فاطمہ کو اُسکے باپ کا ترکہ لکھدیا عمر نے کہا کہ مسلمانون کو کیا دیگا دیکھتا نہین کہ عرب سے لڑائیان درپیش ہین پس وہ تحریر ابو بکر سے لیکر چاک کر دی انتہی مثل مشہور ہے کہ مریے چور پڑا سے دھن پر - لڑائیان تو ابو بکر سے درپیش مصارف جنگ جناب فاطمہ سے لیا جاوے ایسے ہی محتاج تھے تو علے اقدر حیثیت ٹکس سب پر کر دیا ہوتا بعد تحریر کتبہ ابو بکر کو کوئی جرم نتھا مگر چونکہ ابو بکر حاکم تھا ہر شخص کی داد اُسپر واجب تھی چاک کنندہ کو سزا نہ دی گویا اُس جرم پر خود بھی راضی ہو گیا **گیارھوین دلیل** قاعدہ ہے کہ جب دو حکم مختلف صادر ہون تو حکم اول منسوخ اور حکم ثانی ناسخ سمجھا جاتا ہے پس جبکہ فیصلہ بکریہ کو فاطمہ نے نہ مانا اور ابو بکر نے سند لکھدی تو گویا ابو بکر نے اپنے فیصلہ کو خود ہی منسوخ کر دیا اگرچہ دوسرے نے سند کو چاک کر دیا ہو اسکا گناہ اُسکی

گردن پر ہے لیکن فیصلہ بکریہ کا منسوخ ہونا ثابت ہو بارھوین دلیل ؛

مودة القربی ا۲۲ مین ہے لما مرض رسول اللہ مرضہ الذی قبض

روحہ فیہ کان راسہ فی حجر علی والعباس یذب عنہ والبیت غاص

من المہاجرین والانصار فقال علیہ السلام یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عدے

فقال لعباس انا رجل کبیر السن وکثیر العیال فقال صلے اللہ علیہ والہ

وسلم یا علی اتقبل وصیتی وتنجز عدی فخنق علی بعبرة وما استطاع ان یجیبہ

فاعادھا علیہ فقال بابی انت وامی نعم فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی

ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ھلم سیف رسول اللہ ذوالفقار

فجاء بہ بلال فوضع بین یدی رسول اللہ صلعم ثم قال یا بلال ھلم

مغفر رسول اللہ ذو الجدین فجاء بھا فوضعہ ثم قال یا بلال ھلم

درع رسول اللہ ذات العصول فجاء بھا ثم قال یا بلال ھلم فرس رسول

اللہ المرتجز فاتا بہ فاوثقہ ثم قال ھلم ناقة رسول اللہ العضباء فعقلھا

ثم قال یا بلال ھلم قضیب رسول اللہ الممشوق فجاء بھا فوضعہ فلم

یزل یدعو الشی بعد شے حتی بالعصابة التی کان یعصب بھا

بطنہ فی الحرب ثم نزع الخاتم فدفعہ الی علی ثم قال یا علی اذہب

بھا اجمع فاستودعھا بیتک بشہادة المہاجرین لئلا لاحد ان

ینازعک فیھا بعدی فانطلق امیر المومنین حتی وضعھا فی منزلہ

ثم رجع یعنی جبکہ حضرت کو وہ مرض عارض ہوا کہ جسمین آپکی روح نے مفارقت

فرمائی تو حضرت کا سر مبارک آغوش علی مین تھا اور حضرت عباس کھیان اڑاتے

تھے اور تمام گھر مہاجرین و انصار سے پر تھا حضرت نے فرمایا (اتمام حجت کیواسطے کہ اے چچا کیا میری وصیت کو قبول اور میرے وعدون کو پورا کروگے حضرت عباس نے کہا کہ مین بوڑھا اور کثیر العیال ہون حضرت نے فرمایا کہ اے علی کیا تم میری وصایا کو قبول اور میرے وعدون کو پورا کروگے تو حضرت علی بہت روئے تا اینکہ گریہ گلوگیر ہوا اور جواب نہ دیسکے تو مکرر حضرت نے فرمایا تب جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ میرے والدین آپ پر قربان ہون ہان قبول کرونگا جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تو میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ ہے پھر فرمایا کہ اے بلال میری سیف ذوالفقار لاؤ تو بلال نے لاکر سامنے آنحضرت کے رکھدی پھر فرمایا کہ اے بلال میرا مغفر ذوالنجدین لاؤ پس بلال نے لاکر وہ بھی رکھدیا پھر فرمایا کہ اے بلال میری زرہ ذات الفصول لاؤ پس بلال نے حاضر کی پھر گھوڑا مرتجز طلب فرمایا تو بلال نے لاکر باندہ دیا پھر ناقہ عضبا بطلب رسولؐ خدا بلال نے حاضر کیا پھر حضرت نے تازیانہ ممشوق طلب فرمایا بلال نے وہ بھی لاکر رکھدیا اسیطرحسے حضرت یکے بعد دیگری چیزون کو منگاتے رہے تا اینکہ جو عصابہ کہ آپ بطن اطہر پر لڑائی مین باندھتے تھے منگایا پھر انگشتری نکالی اور یہ سب علی کو عطا فرمایا اور کہا کہ اے علی ان تمام چیزون کو اپنے گھر مین لیجاکر مہاجرین کے سامنے رکھو کہ انکو بعد میرے تمسے کوئی جھگڑا کرکے نہین لے سکتا پس جناب امیرؑ نے وہ تمام سامان اپنے گھر مین لیجاکر رکھا اور پھر واپس آئے انتہی اس حدیث سے جو خلافت جناب امیر پر فوائد مترتب ہوتے ہین اُنسے یہان بحث نہین وہ اہل انصاف خود استنباط کرسکتے ہین اور ہٹ دھرم نہ کبھی سمجھے اور نہ سمجھین گے ورنہ یہ فسادات ہی

برپا ہوتے ہمکو یہان اسی امر کی تنقیح مقصود ہے کہ آیا جناب سیدہ فدک پانیکی
مستحق تھین یا نہ اور فیصلہ حق تھا یا نہ حدیث مذکور سے مفصلاً معلوم ہوگیا کہ تمام
مال منقولہ حضرت علی کو دیدیا لیکن روضۃ الصفا ج ۲ ۱۴۷/۱۸ مین ہے منقول ست
کہ یکی از اصحاب گفت کہ بعیادت پیغمبر رفتم و دران حین قطیفہ بر بالاے خویش
پوشیدہ بود اور ایضاً ۲۵/۹ مین ہے ابو بردہ گوید کہ عائشہ گلیمی نمد ازارے غلیظ
از خانہ بیرون آوردہ گفت کہ رسول اللہ درین ہر دو وفات یافتہ مثل مشہور ہے
جوئیندہ یابندہ اس قدر تلاشی سے کچھ تو مال رسول عائشہ کے یہان سے برآمد
ہوا اب اسکی تحقیقات چاہیے کہ وہ مال کس کو دیا کس تاریخ مین ہے کہ بجز عائشہ
دوسرے مومن مسکین کو ملا بجز اسکے کہ عائشہ نے اپنا مال سمجھکر گھر مین رکھ لیا
بے شک کچھ اور بھی رہا ہوگا مگر الزام کو اسی قدر کافی ہے غرض اسقدر مال
قبضہ وارثان مین دیکر کیون تلف کیا اس قصور کے بدلے تو خلیفہ جی موافق فیصلہ
بکریہ اور مواخذہ فدک سے موافق عقاید شیعہ ضرور ہی سزا پاوینگے اور یہ کہنا
کہ ایسے مال قلیل سے بیت المال کو کیا مدد مل سکتی ہے تو یہ اختیار اپنے مال مین
ہوتا ہے اور یہ مال محتاجین کا تھا ہان مال ابو بکر کا ہوتا تو مضائقہ نہ تھا
تیرھوین دلیل فیصلہ بکریہ کو اور بنی ہاشم نے بھی مثل عباس و حضرت
علی نہ مانا اور شیخین کو ہمیشہ منافق جانا چنانچہ مسلم ۹۱/۲ اور بخاری جزو ثانی
۵۲/۱۲ مین ہے قال عمر للعباس و علی فلما توفی رسول اللہ قال ابو بکر
انا ولی رسول اللہ فجئتما انت تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب
ھذا میراث امراتہ من ابیہا فقال ابو بکر قال رسول اللہ نحن جمیع

الانبیاء لا نورث وما ترکناہ صدقۃ فرأیتماہ کاذبا اثما غادرا
خائنا حتی مضی بسبیلہ واللہ یعلم فھو انہ لصادق بار راشد تابع
للحق ثم توفی ابوبکر فقلت انا ولی رسول اللہ وولی ابوبکر فرأیتمانی کاذبا
اثما غادرا خائنا واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق الی اخر الحدیث
یعنی عمر نے حضرت عباس اور جناب امیر سے کہا کہ جب رسول خدا نے وفات پائی
تو ابوبکر نے کہا کہ مین خلیفہ رسول ہون پس تم دونون آئے تم اپنے بھتیجے کی وجہ سے
طالب میراث تھے اور حضرت علی اپنی زوجہ کی طرف سے اُسکے باپ کے ترکہ کے طالب
تھے تو ابوبکر نے کہا کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا مورث نہین
ہوتے ہمارا متروکہ صدقہ ہے پس تم دونون نے اسکو کاذب ور عاصی اور غادر
اور خائن جانا اور اُس کا کام چل پڑا اور اللہ اسکو صادق اور متقی اور رشید اور تابع
حق جانتا تھا جب وہ مرا تو مین نے کہا کہ مین خلیفہ رسول اور ولی ابوبکر ہون پس تم
دونون مجھے بھی کاذب اور عاصی اور غادر اور خائن جانتے ہو اور اللہ مجھکو صادق
اور متقی اور رشید اور تابع حق جانتا ہے انتہی اس حدیث سے یون تو بہت فوائد
مترتب ہوتے ہین مگر ہمکو یہان دوام سے بحث ہے **اولاً** یہ کہ جب دعوی زمانہ
ابوبکر مین ہوا اور ابوبکر نے اسکا فیصلہ کردیا تو حضرت علی اور عباس نے کیون اسکو
منظور نہ فرمایا اور اپیل اس کا عمر کے زمانہ مین کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ
بکریہ کو حق نہ جانا دھو المقصود اور پھر صاحب **مدارج** ۲ ص ۲۰ کا لکھنا کہ روایت
این مخصوص بود بابوبکر وہمہ صحابہ گواہی دادند بر آن ومتفق بودند دران غلط ہے
یا نہ اور فیصلہ بکریہ جز احاد سے ہے یا نہ **ثانیاً نانوتوی** نے لکھا ہے کہ پیغمبر خدا

صلعم نے فرمایا کہ ظنوا المومنین خیراً یعنی مومنون پر گمان نیک لیجاؤ پھر عمر کیون
حضرت عباس و علی پر گمان بد لیگیا کہ تم مجکو اور ابوبکر کو کاذب اور عاصی اور غادر
اور خائن جانتے ہو گمان بد لیجانے مین گنہگار ہوگا کیونکہ بقول اہل سنت حضرت
علی نے بیعت ابوبکر کرلی اور ہمیشہ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہے پھر کیون انکو ایسا جانتے
ہونگے اور اگر حقیقۃً حضرت عباس و علی شیخین کو کاذب اور عاصی اور غادر اور خائن
بقول عمر جانتے تھے چنانچہ انکی خاموشی سے یہی ظاہر ہوتا ہے تو شیخین کے منافق ہونے
مین کیا شبہ ہے چنانچہ بخاری[عہ] اور مسلم مین ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا و من کانت
فیہ خصلۃ منہن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا اؤتمن
خان و اذا حدث کذب و اذا عاہد غدر و اذا خاصم فجر یعنی عبد اللہ
بن عمر سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جسمین یہ چار خصلتین ہون وہ منافق
خالص ہے اور جسمین ایک خصلت ہو تو اسمین نفاق کی ایک خصلت ہے تا اینکہ
اسکو ترک کرے امانت مین خیانت کرے اور کلام مین کاذب ہو اور عہد مین بیوفا ہو
اور مخاصمہ مین فاجر ہو انتہی۔ پھر اب شیخین کے منافق ہونمین کیا شک ہے اگر
منافق کی شان مین ہم کوئی کلمہ کہین تو شاید کسی کو گران گذرے لہذا اس دلیل کا
خاتمہ ہم ایک آیت پر کرتے ہین ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار
ولن تجد لہم نصیرا۔ یعنی منافقین ہین سب سے نیچے درجہ مین آگ کے اور
ہرگز نہ پاویگا تو انکے واسطے کوئی مددگار ۵ چھین کر باغ فدک کیا پھل ملا + اپنے
حق مین آپ کانٹے بوگئے **چودھوین دلیل** یہ کہ عمر بن عبد العزیز نے جو خلیفہ

[عہ] کتاب الایمان باب علامات المنافق ۱۲

اہل سنت مین معدود ہے فدک کو حق فاطمہ اور اولاد فاطمہ سمجھ کر سادات کو واپس دیا
چنانچہ تاریخ الخلفا ۲۳۲/۱ مین ہے وانی اشہد کمانی قد رددتہا علی
ماکانت علیہ عہد رسول اللہ یعنی مین تم لوگون کو گواہ کرتا ہون کہ فدک مین نے
واپس کردیا جیسے کہ عہد رسول مین تھا وہی عمل درآمد ہوا اور حبیب السیر ج ۲ جز ۲
۲۲/۲۵ مین ہے چون عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ بر جادہ محبت اہل بیت رسول صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت قدم بود در ایام ایالت خود مزرعہ فدک را بسادات باز گذاشتہ
منتسبان دودمان شاہ مردان را رعایتہا فرمود معلوم ہوا کہ فدک حق جناب سیدہ تھا
بزینیون نے خورد برد کرلیا کسی نے بمصالح دنیا واپس کردیا یہ عمر بن عبد العزیز بڑی
شان کا خلیفہ تھا کہ نانوتوی تو بخطاب حضرت لکھتا ہے اور تاریخ الخلفا
۲۲۹/۵ اور صواعق ۱۳۴/۱ مین ہے الخلفاء خمسۃ ابوبکر وعمر وعثمان
وعلی وعمر بن عبد العزیز یعنی خلیفہ پانچ ہین ابوبکر و عمر و عثمان اور علی
اور عمر بن عبد العزیز اور پھر تاریخ الخلفا ۲۲۳/۱۱ اور صواعق محرقہ ۱۳/۲۲
مین ہے انما الخلفاء ثلثۃ ابوبکر وعمر وعمر بن عبد العزیز یعنی انحصار
خلافت تین مین ہین ابوبکر وعمر وعمر بن عبد العزیز ہین پس معلوم ہوا کہ سنیون کے
خلفاء کی خلافت انھین تین مین منحصر ہے سادات سُنّیہ کو خصوصاً اور شیوخ عثمانیہ
کو عموماً مبارکباد پہنچے کہ اُنکے جدّ اعلیٰ بھی خلافت سے معزول ہو گئے سادات
شیعہ تو پہلے ہی سے خلافت ظاہری کو رو رہے تھے لیکن تسکین یہ ہوتی تھی
کہ علی مرتضیٰ کا نام نامی واسم سامی ائمین شمار ہونا بھی گوارا نہین کرتے
معزول شد معقول شد غرض یا تو یہ خلیفہ خلاف فیصلہ بکریہ کے مواخذہ مسلمانان

مین مبتلا ہوگا یا شیخین بد دعاے سیدہ مین گرفتار ہونگے **پندرھوین دلیل**
اگر متروکہ آنحضرت صدقہ تھا تو تمام مکانات بھی اسمین داخل ہوگئے اور جس حجرہ
مین شیخین مدفون ہوئے اس حجرہ کی برابر وزہ کی خاک دونون پر مباح ہوگی تا
وقتیکہ کل مستحقین اجازت ندین اور یہ محال عقلی ہے ورنہ ثابت کیاجائے اور
اگر صدقہ تھے اور ضرورت اجازت کی نہ تھی بلکہ جو جسقدر پر قابض ہوجائے وہ مقبوضہ
پر بذات خود تصرف کرسکتا ہے تو عمر نے عائشہ سے کیون اجازت چاہی چنانچہ
روضة الصفا ج ۲ صفحہ ۲۰۶ مین ہے وپسر خود عبد اللہ را گفت کہ نزد عائشہ برو
واز من با میر المومنین تعبیر مکن کہ من امروز امیر مومنان نیستم بلکہ بگو عمر ترا اسلام
می رساند واز تو رخصت می طلبد کہ در جنب دو صاحب خویش مدفون گردد
عبد اللہ بموجب فرمودہ عمل نمودہ ملتمس باجابت مقرون گردید وعمر بآن وصیت نمود
کہ بعد از فوت من بار دیگر از عائشہ دستوری خواہید اگر اجازت دہد فبہا والا مرا
بمقابر مسلمانان دفن کنید اور **ایضاً** صفحہ ۲۶۵ مین ہے وبموجب وصیت پدر بحجرہ
عائشہ آوردہ بار دیگر رخصت خواستند عائشہ فرمود کہ من از عطیۂ خود ہرگز رجوع
نکردہ ام اور **حبیب السیر** ج ۱ ح ۴ صفحہ ۲۹ مین ہے کہ چون فاروق اعظم را یقین
شد کہ آن زخم التیام پذیر نیست پسر خود عبد اللہ را فرمود کہ نزد ام المومنین
عائشہ برو واز من با میر المومنین تعبیر مکن کہ من امروز امیر مسلمانان نیستم بلکہ بگو
کہ عمر ترا اسلام وتحیہ می رساند واز تو رخصت می طلبد کہ در پہلوے دو صاحب خویش
مدفون گردد عبد اللہ بموجب فرمودہ عمل نمودہ آن التماس بعز اجابت اقتران
یافت وامیر المومنین عمر باین قدر اکتفا نکردہ وصیت فرمود کہ بعد از انقراض نشئہ

حیات من بار دیگر از صدیقہ دستوری خواہید اگر اجازت دہد فبہا والا مرا در گورستان مسلمانان دفن کنند فاروق اعظم بعد از انکہ از امتثال این وصایا فراغت یافت در اواخر ذی الحجہ سنہ ثلاث وعشرین بخلد برین شتافت بر اصحاب و اعاظم احباب پس از اقامت مراسم تجہیز و تکفین جنازہ رحمت اندازہ اش را برداشتہ بدر حجرہ عائشہ بردند بار دیگر استجازہ کردند صدیقہ فرمود کہ من ہرگز از عطیہ خود رجوع نمودہ ام۔ خلیفہ جی کی تلوار اسیرون اور بنی ہاشم ہی پر میان سے باہر ہوا کرتی تھی ورنہ بی للو کی بدمزاجی سے خود ہی دم دباتے تھے کہ مجھے عائشہ کے سامنے امیر المومنین نہ کہنا اور یہ کہ عائشہ کو حضرت نے اپنی حیات مین ہبہ دیا تھا چنانچہ **تحفہ** مطاعن عائشہ طعن ہشتم مین ہے اور وقرن فی بیوتکن۔ کو دلیل ٹھہرایا ہے اور انھین کے مضمون کو **نانوتوی** نے بھی ترجمہ کر دیا کہ (بگواہی کلام اللہ یون معلوم ہوتا ہے کہ وہ مملوک ازواج ہو چکی تھی اس لئے کہ خداوند کریم یون ارشاد فرماتا ہے وقرن فی بیوتکن یعنی اے پیغمبر کی بی بیو تم اپنے گھرون مین بیٹھی رہو اور یون نہین فرمایا وقرن فی بیوت النبی یعنی نبی کے گھرون مین ٹھہری رہو تو معلوم ہوا کہ وہ حجرے ازواج کے ملک ہو چکے تھے بوجہ ہبہ مملوک ازواج ہوے ہون یا اور کسی وجہ سے انتہی) یہ قول مثل بول بوجوہ عدیدہ مردود ہے **اوّلاً** ہبہ نامہ اور ایسے گواہ کہ جیسے حضرت علی اور حسنین وغیرہ کے ردیر وضرور تحریر ہوا ہوگا آج تک کسی نے اسکا مذکور نہین کیا فاطمہ کا ہبہ نامہ جا بجا مسطور ہے یہانتک کہ نانوتوی کو بھی نہین معلوم اگر ہبہ نامہ ہوتا تو کون چوکتا ع دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہین **ثانیاً** آیہ لا تخرجوھن من بیوتھن سے یہ مراد ہے کہ شوہرون نے جس مکان مین ازواج

کو مقیم کیا ہو تو انکو تا اختتام عدۃ گھر سے نہ نکالو نہ یہ کہ اگر اپنے ذاتی مکان مین
رہتی ہون تو وہان سے نہ نکالو وہان شوہر کو کیا مجاز ہے وہ خود ہی مختار ہین ثالثاً
لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم یعنی مکانات نبی مین بغیر اجازت
داخل نہ ہو پس معلوم ہوا کہ دراصل مکانات رسول تھے ورنہ وہ کونسے مکانات رسول
ہین کہ جنمین بغیر اجازت جانیکی ممانعت ہے ثابت کیا جاوے رابعاً وقرن
فی بیوتکن کو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکھا ہے لان ہذہ
الاضافۃ یقتضی التخصیص فقط لا التملیک کما قال لا تخرجوھن من
بیوتھن یعنی یہ اضافت تخصیص کیلئے ہے نہ تملیک کے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے لا تخرجوھن من بیوتھن خامساً فتح الباری مین ہے ان ورثتھن
لم یرثن عنھن منازلھن ولو کانت البیوت ملکالھن لانتقلت الی
ورثتھن یعنی وارثان ازواج اُنکے مکانات کے وارث نہین ہوے اگر مکانات
اُنکے اُنکی ملک ہوتے تو اُنکے وارثان کی طرف منتقل ہوتے سولھوین دلیل ابن حجر نے
فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے ان الحسن بن علی اوصی
اخاہ ان یدفنہ عند جدہ یعنی حسن بن علی نے اپنے بھائی سے وصیت کی
کہ مجھے میرے جد بزرگوار کے پاس دفن کرنا جبکہ مکان عائشہ تھا یا مال مومنین تھا
تو بلا اجازت وصیت بیجا کیون کی مثل عمر اجازت لیتے یا صدقہ تھا تو مستحقین سے
اجازت نہ لیتے اور یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ امام حسنؑ مال غیر مین وصیت فرماتے
پس ضرور یہ مال رسول تھا کہ جو جناب سیدہ کو بذریعہ وراثت پہنچا اور بعد آن معصومہ
آپکے ولد مالک ہوئے کہ جسمین آپکو اختیار تھا اور حصہ امام حسینؑ ہمشیرگان اگر

لہ کان الحسن ... ازابن حجر عسقلانی ۱۲

کسی کو عذر ہوتا کوئی عذر کرتا سب لوگ شریک تجہیز و تکفین تھے ایک دوسرے کا
جان نثار اور وفادار ہونا طشت از بام اور زبان زد خاص و عام ہے اور اگر کسی
روایت مین ہو بھی کہ حضرت امام حسن نے عائشہ سے اجازت لی تو یہ ملکیت پر
دلالت نہین کرتا کیونکہ اکثر اوقات مالک کو غاصب سے اجازت کی ضرورت
پڑتی ہے مثلاً کوئی مقام متبرک کہ جہان دفن ہونا باعث ازدیاد حسنات ہو اور
وہ زمین قبضہ غاصب مین ہو تو حصول شرف کیلئے اجازت ظاہری لینا ملکیت
غاصب پر دال نہین ہے **سترھوین دلیل** سبط ابن جوزی نے کتاب
تذکرہ خواص الائمہ فی معرفۃ الائمہ مین لکھا ہے لما احتضر الحسن
قال ادفنونی عند ابی یعنی رسول اللہ فاراد الحسین ان یدفنہ فی حجرۃ
رسول اللہ یعنی جب وقت احتضار امام حسن پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے
جد نامدار رسول مختار کے قریب دفن کرنا جب امام حسینؑ نے حجرہ رسول مین دفن
کرنا چاہا انتہی پس اگر وہ حجرہ ملک عائشہ ہوتا یا داخل تصدقات ہو کر ملک
مسلمانان ہوتا تو امام حسین ملک غیر مین بھائی کی لاش دفن کرنے پر کیون آمادہ
ہوتے ضرور یہ بات تھی کہ وہ ملک رسول تھا کہ جو بذریعہ وراثت جناب سیدہ کو پہنچا
تھا اور پھر اولاد فاطمہ اسکی مالک ہوئی کہ جسمین اجازت کی ضرورت نہ تھی لہذا فیصلہ
بکریہ منسوخ مگر اہل سنت یہ کہ سکتے ہین کہ یہ دونون فعل حسینؑ کے تھے اگر حجت ہوگا
تو شیعون کو سنیون سے کیا تعلق تب ہم لاجواب ہوجائینگے **اٹھارھوین**
دلیل مسند احمد حنبل جز ۱ صفحہ ۴ مین ہے عن ابی الطفیل قال لما قبض
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارسلت فاطمہ الی ابی بکر انت ورثت رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امر اھلہ قال فقال لا بل اھلہ قالت فاین سھم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فقال ابو بکر انی سمعت رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ عز وجل اذا اطعم نبیا طعمۃ ثم قبضہ

جعلہ للذی یقوم من بعدہ فرایت ان اردہ علی المسلمین قالت فانت

ما سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلم یعنی ابو طفیل سے منقول

ہے کہ جب جناب رسول خدا نے وفات پائی تو جناب سیدہ نے کسی کو ابو بکر کے

پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ رسول خدا کا تو وارث ہے یا انکے اہل بیت راوی کہتا ہے

کہ ابو بکر نے کہا کہ انکے اہلبیت تو جناب سیدہ نے فرمایا کہ سہم رسول خدا کہان ہے

راوی کہتا ہے کہ ابو بکر نے کہا مینے رسول خدا سے سنا ہے فرماتے تھے جب خدا اپنے

پیغمبر کو کوئی طعمہ و معاش عطا فرمائے اور پھر اسکو وفات دے تو وہ اُسکے قائم مقام

کا ہے پس چونکہ مین قایم مقام ہون تو یہ مناسب جانتا ہون کہ مسلمانوں پر اسکو

تقسیم کرون جناب سیدہ نے فرمایا رسول خدا سے جو کچھ تو نے سنا ہے تو بہتر جانتا ہے انتہی اس حدیث کے

لکھنے سے چند فواید مترتب ہوئے **اول** تو ابو بکر کا یہ اقرار کرنا کہ وارث رسول

خدا اُنکے اہلبیت ہین صریح متناقض ہے حدیث لا نورث ما ترکناہ صدقہ سے بلکہ

صحیح جواب بشرط صحت حدیث لا نورث تو یہ تھا کہ نہ مین وارث متروکہ نبی ہون اور نہ

اہلبیت وارث ہین اس لئے کہ متروکہ نبی صدقہ ہے پس بقول مشہور دروغگو را حافظہ

نباشد حضرت صدیق سنیان کی راست بیانی بخوبی ظاہر ہوگئی **دوسری**

صدر روایت ہذا آخر روایت سے بھی متناقض ہے اس لئے کہ اگر اہلبیت کا وارث

ہونا حسب اقرار ابو بکر صحیح ہے پھر سہم رسول کا اُنکے قایم مقام کیواسطے ہونا کیونکر

صحیح اور درست ہوگا اس لئے کہ ورثہ محروم بھی ہین اور وارث بھی ہین کیا
خوب اور اگر مراد ابو بکر کی یہ ہے کہ سہم رسول بطور تولیت کے جانشین پیغمبر کے
واسطے تجویز ہوا ہے اور وہ بھی داخل صدقہ مین ہے پھر اہلبیت کا وارث ہونا
کس ترکہ مین ثابت ہوگا **تیسرے** یہ کہ پہلے ابو بکر کا قائم مقام اور خلیفہ رسول
انام ہونا اسکا ثبوت ہولے تب جا کر تولیت سہم رسول ابو بکر کو جائز ہوگی کونسی
آیت اور کونسی حدیث سے حضرت ابو بکر خلیفہ رسول بنے تھے اپنے منہ میان مٹھو جس
شخص کا یہ مقولہ مرتے دم تک ہو کہ انصار کا حق بھی خلافت مین ہے یا نہین اسکو
تولیت سہم رسول مین ایسی دلیری **چوتھے** یہ کہ جناب سیدہ فقط فدک کی مدعیہ
نہ تھین بلکہ عام طور پر سہم رسول کا جو تمام اموال مین ثابت ہے سبکے مستحق آپکو اور
اہلبیت کو خواہ بطور وراثت خواہ بطور تولیت سمجھتی تھین اور اس فعل ابو بکر کو کہ
مین سہم رسول کو عام مسلمانون کو دینا تجویز کرتا ہون بعد فرض صحت خلافت کی
بھی ناجائز جانتی تھین اس لئے کہ سہام جو خدا نے مقرر کئے ہین اسمین سہم رسول
خویشان اور اقربائے رسول کے ہوتے ہوئے عام مسلمانون کو دینا صریح مخالف
حکم خدا و رسول ہے اگر خلیفہ متولی بھی ہے تو اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی رائے
اور تجویز سے سہم رسول کو غیر مستحقین کو دے کر اہلبیت کی حق تلفی کرے **پانچوین**
یہ فرمانا سیدہ کا کہ تو نے جو کچھ رسول خدا سے سنا ہے اسکو سب سے زیادہ جانتا
ہے یہ بھی ایک بڑا بھاری الزام جناب سیدہ نے ابو بکر کو دیا ہے اس لئے کہ جب
ابو بکر نے خود جناب رسول سے سن لیا کہ تولیت سہم رسول کی خلیفہ رسول کو ہے
پس خلیفہ رسول چار دھنے جولاہے بلکہ جسکو بنا دین وہ شخص ہوگا یا کہ خدا و رسول جسکو

اپنا خلیفہ کرجائے وہ خلیفہ ہوگا پس جناب سیدہ کا یہ مطلب ہے کہ تو خوب جان
بوجھکر کہ سہم رسول کی تولیت خلیفہ رسول کو ہے اور پھر اپنی تولیت مین اُسکو
لیتا ہے ایک تو یہی غصب حق نائب رسول ہے اور دوم اگر تو خلیفہ بھی فرض
کیا جائے تو پھر سہم رسول جو بنص قرآن خاص رسول اور اُنکی اہلبیت کا ہے اپنی
رائے سے عام مسلمین کو دیکر حق تلفی رسول اور آل رسول کی کرتا ہے **انیسوین**
دلیل ابن حجر نے **صواعق محرقہ** ص۳۲ / ۱۶ اور **صحیح بخاری** باب حدیث
بنی نضیر مین ہے کہ زہری نے کہا فحدثت ھذا الحدیث عروۃ بن الزبیر
فقال صدق مالک بن اوس انا سمعت عائشۃ زوج النبی تقول ارسل
ازواج النبی عثمان ابی بکر یسالنہ ثمنھن مما افاء اللہ علی رسولہ فکنت
انا اردھن فقلت لھن الا تتقین اللہ الم تعلمن ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یقول لا نورث ما ترکنا صدقہ یرید بذلک نفسہ
انما یاکل آل محمد فی ھذا المال یعنی عروہ بن زبیر کہتا ہے کہ تصدیق کی
اسکے مالک بن اُوس نے کہ مین نے عائشہ زوجہ رسول سے سنا کہ ازواج رسالتمآبؐ
نے عثمان کو وکیل کرکے ابوبکر کے پاس بھیجا کہ مال فی کا آٹھوان حصہ دیدے پس
مین نے انکے دعوی کو رد کردیا اور ازواج سے کہا کہ خدا سے ڈرو کیا تم نہین جانتے
کہ انحضرت نے فرمایا ہے کہ ہمارے ترکہ مین میراث نہین ہوتی بلکہ صدقہ ہے اس
مال سے آل محمد کا خورونوش ہوتا ہے انتہی پس اگر مال انبیا مین میراث نہین
ہوتی تو عثمان نے امر ناجائز کی کیون وکالت کی یا اُس نے امر ناجائز کیا یا شیخین
نے فدک غصب کیا اور فیصلہ بکر یہ محض مصنوعی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے

کہ آنحضرت نے لانورث ازواج اور عثمان کے سامنے بھی نہین فرمایا پھر صاحب
مدارج کا لکھنا کہ تمام صحابہؓ فیصلہ بکریہ پر شہادت ادا کی وہ اور کون صحابہ ہین
کہ جنھون نے فیصلہ بکریہ پر گواہی دی ہان جیسے اس زمانہ مین دو دو آنہ پر گواہی
پیشہ ہوگئے ہین ایسے ہی وہ گواہ بھی ہونگے مثل طلحہ زبیر و ابوہریرہ بندگان مال
دنیا ے دنیہ ٭ بیسوین دلیل فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین زیر تفسیر
یوصیکم اللہ فی اولادکم لکھا ہے روی ان فاطمۃ لما طلبت المیراث منعوھا
منہ و احتجوا علیہا بقولہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ
فعند ھا احتجت فاطمۃ بعموم قولہ للذکر مثل حظ الانثیین وکانھا
اشارت الی ان عموم القرآن لا یجوز تخصیصہ بخبر الواحد یعنی مروی
ہے جبکہ فاطمہ طالب میراث ہوئین اور انکے جواب مین نحن معاشر الانبیا کو حجت
لائے تو جناب سیدہ نے حکم باری تعالیٰ للذکر مثل حظ الانثیین حجت مین پیش
فرمایا گویا مطلب یہ تھا کہ عموم قرآن کی تخصیص جزو واحد سے نہین ہوسکتی +
اکیسوین دلیل تمام ازواج رسول نے دعوی کیا چنانچہ دلیل نمبر ۱۹ مین گذرا
اور مدارج ۲۲ صفحہ ۵۲۱ مین بھی بروایت عایشہ لکھا ہے ہمچنین ازواج مطہرات
دیگر لیکن ابوبکر نے اُنکو بھی وہی جواب دیا کہ جو جناب سیدہ کو دیا تھا اگر فیصلہ
بکریہ حق ہوتا تو ازواج دعوی نکرتین کہ بقول اہلسنت وہ اہل بیت مین ہین
اھل البیت ادری بما فی البیت گھر کا حال گھر والے خوب جانتے ہین بائیسوین
دلیل شمس الدین بن محمد مظفر الدین نے مفاتیح شرح مصابیح مین لکھا ہے
وکان النبی یاخذ نفقۃ اھلہ من الصفایا التی کانت لہ من اموال

بنی النضیر وفدک ویصرف الباقی فی مصالح المسلمین ثم ولیها ابوبکر ثم
عمر فلما صارت الی عثمان استغنی عنها بماله فاقطعها مروان وغیره
من اقاربه فلم یزل فی ایدیهم حتی ردها عمر بن عبد العزیز یعنی
رسالتماب اپنے اہل وعیال کا نفقہ اموال بنی نضیر اور فدک سے لیتے تھے اور باقی
کو مصالح مسلمین مین صرف کرتے تھے پھر ابو بکر اسپر متصرف ہوا پھر عمر اور جب عثمان
خلیفہ ہوا تو بسبب اپنے تمول کے اُس سے بے پروا ہو گیا اور فدک مروان وغیرہ جو
اُسکے اقارب تھے انکو دیدیا اور ہمیشہ اُنکے قبضہ مین رہا تا اینکہ عمر بن عبد العزیز
نے اسکو واپس کر دیا انتہی یہ حدیث **مرقاۃ** اور **شرح موطا** تصنیف ملا علی
قاری اور **فتح الباری** شرح حدیث فدک مین بھی مذکور ہے پس اگر مال رسول
صدقہ مال مسلمین تھا تو مروان کو دیکر اور مسلمانون کو کیون محروم رکھا پس یا تو
فیصلہ بکریہ منسوخ ہو کر شیخین غاصب ہونگے یا عثمان ذمہ دار و گنہگار ہوگا **فائدہ**
اب کچھ فضایل مروان گوش زد صاحبان انصاف واہل خرد ہونا لابد ہے چنانچہ
تطہیر الجنان واللسان ۱۵۲/۱۲ مین ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا تو
کان یسب علیا علی المنبر کل جمعۃ یعنی ہر جمعہ کو منبر پر جناب امیر پر سب کرتا
تھا اور **رجال مشکوۃ** مین شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ مستدرک مین عبد الرحمن
بن عوف سے ہے کہ جس کے لڑکا پیدا ہوتا تھا تو رسول خدا کے پاس لاتے تھے اور
حضرت اسکے لئے دعائے خیر کرتے فادخل علیه مروان بن الحکم فقال
هو الوزغ بن الوزغ الملعون بن الملعون وقال صحیح الاسناد پس جب
مروان بن الحکم کو لائے تو حضرت نے فرمایا کہ وہ وزغ بن وزغ اور ملعون بن ملعون ہے

مرقاۃ فصل دوم باب الفئ کتاب الجہاد ثم اقطعہا مروان [illegible]

اور یہ حدیث بقول صاحب کتاب صحیح الاسناد ہے اور فتح الباری اور کنز العمال اور تطہیر الجنان واللسان ۱۵۱/۳ و ۱۵۲/۱۳ مین ہے اس کا ملعون ہونا اور رسول کا اولاد حکم اور حکم پر لعنت کرنا لکھا ہے افسوس کہ ایسی ملاعین کی وقعت و آبرو جیسی کہ عثمان کے نزدیک تھی کہ فدک دیدیا اور دیگر احسانات مذکور ہونگے شیخین کے نزدیک فاطمہ کی بھی نہوئے دشمنان رسول تو مالا مال ہون اور فاطمہ معہ بچونکے فاقہ کشی کرین ۵ این مرا باور نمی آید زروی اعتقاد ۞ حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن تیئسوین دلیل عائشہ ام المومنین کے فضائل تو سینون کی کتابون مین بھرے پڑے ہین چنانچہ مدارج ۲۷. ۵۵۲/۱۱ مین ہے واز اکابر مفتیان و صحابہ منقول ست کہ رفع احکام شرعیہ از وی معلوم شدہ در اخبار وارد شدہ وخذ ثلثی دینکم من ہذہ الحمیراء روایت کردہ اند از وی جماعت کثیرہ از صحابہ و تابعین واز عروہ بن زبیر مروی ست کہ گفت ندیدم ہیچ احدی را اعلم از عائشہ بمعانی قرآن و احکام حلال و حرام و اشعار عرب و علم انساب الغرض ایسی عورت نے اگر دعوی کیا ہوگا تو ضرور ہے کہ پہلے مطابق آیات قرآن سے کرلیا ہوگا اور دعوی کرنا مدارج النبوۃ ۵۲۲ مین ہے عائشہ نیز میگوید کہ طلبیدم بعد از وفات رسول اللہ میراث را از ترکۂ وے کہ در خیبر و فدک و صدقہ او کہ در مدینہ داشت یعنی اموال بنی نضیر پس نداد ابو بکر بوے چیزے و جواب گفت چنانچہ بفاطمہ گفت پس اسکا کیا علاج کہ جو کوئی دعوی کرتا ہے ابو بکر مرغے کا ایک ہی پانون بتلاتا ہے یا باپ بیٹی مین جنگ زرگری ہو فقط حق تلفی سوتیلی اولاد کے لئے۔ تعجب ہے کہ رسول نے ایسی زوجہ عالمہ مفسرہ محدثہ محبوبہ سے بھی نفرمایا کیا حضرت ہی کو اپنی ازواج و اولاد کی توہین مد نظر

تھی چوبیسوین دلیل حدیث متفق علیہ مین ہے کہ جو حدیث موافق قرآن کی ہو
اسپر عمل کرو اور جو خلاف قرآن ہو اسکو ترک کرو اور یہ ہنین ہے کہ آیت قرآن کو مطابق
احادیث کرو اگر مطابق ہو تو عمل کرو ورنہ آیت کو طرح کرو پس وہ آیت بیان کرنی
ضرور ہے کہ جسکی مطابق فیصلۂ بکریہ ہوا ہو ورنہ فیصلہ بکریہ بھی مردود ہے پچیسوین
دلیل مسند احمد حنبل ۱/۲ مین ہے عن ابن عباس قال لما قبض
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واستخلف ابوبکر خاصم العباس علیا
فی اشیاء ترکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر شئے ترکہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یحرکہ فلا احرکہ فلما استخلف عمر اختصما
الیہ فقال شئے لم یحرکہ ابوبکر فلست احرکہ قال فلما استخلف
عثمان اختصما الیہ قال فاسکت عثمان ونکت راسہ یعنی ابن عباس
سے مروی ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے رحلت فرمائی اور ابوبکر خلیفہ ہوا تو عباس
وحضرت علی نے متروکہ رسول مین جھگڑا کیا تو ابوبکر نے کہا کہ متروکہ رسولؐ کو مین
حرکت نہ دونگا پس جبکہ عمر خلیفہ ہوا تو پھر دونون صاحبون نے جھگڑا کیا تو عمر نے
کہا کہ نہ ابوبکر نے حرکت دی نہ مین حرکت دونگا جب عثمان خلیفہ ہوا تو پھر دونون
صاحبون نے جھگڑا کیا راوی کہتا ہے کہ عثمان نے سکوت کرکے گردن جھکائی
انتہی اگر فیصلہ بکریہ حق تھا تو کیون زمانہ عمر وعثمان مین مکرر سہ کرر جھگڑا کیا اور
ابوبکر کے کہنے پر یقین نہ لائے پس ضرور فیصلۂ بکریہ حق نہ تھا ورنہ پھر نہ جھگڑتے اور
فیصلہ بکریہ کو فیصلہ خدا ورسول سمجھتے چھبیسوین دلیل کتاب پیدائش باب ۱۵
توریت مین ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا تو نے

مجھے فرزند عطا نہ فرمایا کہ میرا وارث غلام خانہ زاد الیعاذر ہوگا وحی ہوئی کہ تیرا وارث الیعاذر نہین ہوگا بلکہ تیرے صلب سے جو پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا

ستائیسوین دلیل ترکہ آنحضرت کی والدین کا کہان گیا یا ایسے محتاج تھے کہ گھر مین کچھ بھی نتھا ادنی آدمی کے یہان بھی کچھ نہ کچھ تو ضرور رہتا ہے اور استعمال مین تو لباس بدن ہی کافی ہے اور حضرت تو بڑی عالی خاندان تھے کیا کچھ نہوگا وہ کہان گیا تا وقتیکہ اور جگہ جانا بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت نہ کیا جاوے تو اُسکے وارث رسول اللہ ہی سمجھے جاوینگے

اٹھائیسوین دلیل جناب خدیجہ تو عرب مین مشہور متمولہ تھین اُن معظمہ کے ترکے سے حضرت کو حق شوہریہ نہ ملا ہو تو ثابت کیا جائے اِن دونون دلیلون سے بنابر اُن کُتب کے کہ جنمین لا نورث ہے مثل مدارج النبوۃ وغیرہ کے فیصلہ بکریہ منسوخ ہوگا

انتیسوین دلیل مسند احمد حنبل ج ۱ ص ۱۳ مین ہے

اما صدقتہ بالمدینۃ فدفعہا عمر الی علی وعباس فغلبہ علیہا علی و اما خیبر و فدک فامسکہما عمر یعنی صدقہ رسول کہ جو مدینہ مین تھا اُسکو عمر نے عباس و علی کے حوالہ کر دیا پس جناب امیر نے اُسپر غلبہ پایا اور لیکن خیبر و فدک اُسکو عمر نے اپنے قبضے مین رکھا انتہی تصدقات مدینہ و خیبر و فدک مین کیا فرق تھا کہ جو عمر نے خیبر و فدک نہ دیا اگر برابر تھے تو عمر نے تصدقات مدینہ دیکر خلاف فیصلہ بکریہ کیون عملدرآمد کیا اُسکے ذمہ گناہ ہے اور اگر فرق تھا تو ابوبکر نے اپنے عہد مین تصدقات مدینہ کیون نہ دیئے یہ مواخذہ مین مبتلا ہوگا اور اگر یہ کہا جاوے کہ عمر نے تولیت مین دیا تھا نہ وراثت مین تو اولاً مطلقاً دینا نفی وراثت اور ثبوت تولیت پر دلالت نہین کرتا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ تولیت مین دیا تھا قبضہ کرا دینا ثابت

ہے اور دعوی تولیت بلا دلیل ثانیاً اگر تولیت ہین دینا تسلیم بھی کرین تو اُسکو
دلی کرتا جو عمر سے افضل ہوتا اور وہ بعقائد فرقۂ سُنّیہ عثمان تھا ثالثاً متولی اوقاف
وصدقات خلیفہ ہوتا ہے یا جو ولیعہد اور قایم مقام اسکے ہو ولیعہد اور قایم
مقام تو عمر کے میان عثمان صاحب ہون اور تصدقات کی تولیت حضرت امیر کو
دیکر سبکدوش ہو گئے رابعاً تولیت تھی تو پھر حضرت علی وعباس مین تنازع کیون
ہوا کہ جو حضرت غالب آئے تولیت مین نفع کیا تھا بجز دردسری کے بس اور کچھ
نہین چونکہ فدک بہت بڑا علاقہ تھا چنانچہ دیکھو تنقیح اول کو اُسپر شیخین کی نیت
خراب ہو گئی اور مال مدینہ کچھ کم ہو گا کہ جسمین سوا ذلت ورسوائی کے اور کچھ ہاتھ
نہ لگتا تھا بلکہ میرے خیال مین چونکہ مدینہ دار السلطنت اور پایۂ تخت ریاست تھا
وہان یہ سمجھا کہ بظاہر بنی ہاشم کے آنسو پونچھ دو اور پھر اسکی آمدنی کو چاء
پانی قہوہ نوشی تواضع وغیرہ مین ہواخوری کے بہانہ سے گئے اور خورد برد شیر مادر
تیئسوین دلیل تاریخ الخلفاء مین ہے ان فدک جعلها ابوبکر
لنفسه خالصة وبعده عمر ایضاً یعنی فدک ابوبکر نے اپنی ذات خاص
کے لئے خالص کر لیا تھا بعد اُسکے عمر نے بھی ایسا ہی کیا۔ اگر فدک صدقہ تھا
تو شیخین نے اپنے واسطے کیون خاص وخالص کر لیا تھا اور یہ کہنا کہ خالصہ سے
مراد تولیت ہے تو پھر فدک ہی کیا کل متروکۂ رسول الخفین ذات شریف کی
تولیت مین تھا بلکہ کُل سلطنت ہی انکی تولیت مین تھی کیونکہ اصل مین تو
کُل رسول کا مال تھا خلیفہ تو مینیجر کی مثل ہوتا ہے انتظام دینی ہو یا دنیوی
چوبیسوین دلیل باب ۲۵ توریت مین ہے کہ سب مال ودولت ابراہیم کا

اسحاق کو ملا غرض کہ سب ابنیا کو ترکہ ملا لیکن افسوس صد افسوس ہیبے جناب فاطمہ اپنے باپ کے ترکہ سے محروم رہین یہ ظلم بھی کسی پر نہین ہوا کس کس بانہ کی عداوتین نکالین داماد نبی کو خلافت ظاہری سے محروم دختر رسول کو غصب فدک سے مغموم کیا یہ تو کل کی بات تھی کہ رسول مقبول تو ل سے کس قدر محبت رکھتے تھے عورات مین سب سے احب فاطمہ تھین یا عائشہ وحفصہ رسول فاطمہ کی تعظیم کرتے تھے یا عائشہ وحفصہ کی مردون مین سب سے احب علی تھے یا ابو بکر وعمر رسول نے پرورش علی و فاطمہ کو کیا تھا یا شیخین وعائشہ وحفصہ کو پھر عائشہ نہ معصومہ نہ معصوم کی بیٹی کہ جو گناہ سے مبّرہ حسد سے بری ہوتی پھر عائشہ اور حفصہ اور شیخین کو حسد کرنا کیا بیجا تھا رشتہ ہی اس قسم کا تھا کہ عائشہ سوتیلی مان اور ابو بکر سو تیلے نانا عائشہ کو جو حسد حضرت خدیجہ سے تھا وہ طشت از بام اور زبان زد ہر خاص وعام ہے چنانچہ مودۃ القربیٰ ۱۲ مین ہے عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ لا یکاد ان یخرج من البیت حتّی یذکر خدیجہ رضی اللہ عنہا فیحسن علیہا الثناء فذکرھا یوما من الایام فادرکتنی الغیرۃ فقلت ھل کانت الا عجوزا قد ابدلک اللہ خیرا منہا فغضب النبی حتّی رایت مقدم شعرہ یھتزّ من الغضب فقال لا واللہ لیست خیر منہا امنت بی اذ کفر الناس وصدقتنی اذ کذبنی الناس واستغنتنی بما لھا اذ حرمنی الناس ورزقنی اللہ اولادھا النساء قالت عائشہ فقلت فی نفسی لا اذکرھا بسوء ابدا یعنی عائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول خدا گھر سے باہر جاتے تھے تو خدیجہ کو یاد کرتے تھے اور بہت تعریف کرتے

۱۲ مودۃ القربیٰ ۱۲/۵ مین ہے راوی کی اصحاب کے یعنی عائشہ سے پوچھا کس کان احب النساء الی رسول اللہ فاطمہ ومن الرجال علی ابن ابی طالب یعنی کہ سب عورتوں مین رسول کے نزدیک کون زیادہ دوست تھا کہا کہ فاطمہ اور مردوں میں علی ابن ابی طالب ۱۲

تھے پس ایک روز حضرت نے خدیجہ کو یاد کیا اور مجھے غیرت معلوم ہوئی مین نے
کہا کہ وہ تو بوڑھیا تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُس سے بہتر بدل دی حضرت ایسے
غضبناک ہوئے کہ پیشانی کے بال کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ قسم بخدا اُس سے
بہتر کوئی زوجہ نہین تھی وہ مجھپر جب ایمان لائی کہ جب سب کافر تھے اور اُس نے
میری جب تصدیق کی کہ جب میری تکذیب کرتے تھے مین اُسکے مال سے مستغنی ہوا
کہ جب مجھے سب محروم کرتے تھے اور اُس سے اللہ تعالےٰ نے مجھے اولاد دختری
عطا فرمائی عائشہ کہتی ہے کہ مین نے اپنے دلمین کہا کہ اب کبھی خدیجہ کو بُرائی سے
یاد نکرونگی بجواب اسکے شاہ صاحب نے تحفہ مین کاغذ بے سود سیاہ کر کے کہا کہ
غیرت و رشک کردن جبلت زنانست در امور جبلیہ مواخذہ نیست سبحان اللہ
شاہ صاحب کی دھوکا دہی پر صد آفرین یہ نہ خیال کیا کہ ایک غبطہ ہوتا ہے
یعنی اپنے لئے بہتری کا خواہان ہو اور دوسرے کی بدی نچاہے یہ صفت انبیاء
و مومنان مین بھی ہوتی ہے اور اسکو حسد مجازی کہتے ہین اور ایک حسد حقیقی ہوتا ہے
کہ خواہ اپنے لئے بہتر ہو یا نہو مگر دوسرے کیلئے بد ہو یہ حسد وہ ہے کہ جو ایمان کو
مثل ہیزم خشک کھاجاتا ہے اور عائشہ مین یہی صفت تھی اگر غبطہ ہوتا تو رسول
کیون ناراض ہوتے اور کیدن عائشہ توبہ کرتی اور کہتی کہ مین اب بدی سے
کبھی خدیجہ کو یاد نکرونگی پھر حسد پر کیون مواخذہ نہ ہوگا بلکہ ازواج نبی سے
دوچند مواخذہ ہوگا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا نساء النبی من یات منکن
بفاحشۃ مبینۃ یضعف لھا العذاب ضعفین یعنی اے نبی کی بی بیو جو
کوئی لاوے تم مین سے بدی ظاہر کو تو دو چند کیا جاویگا واسطے اسکے عذاب

الغرض اسی خدیجہ کی تو اولاد فاطمہ تھیں اور بیچاری عائشہ اولاد سے محروم اور یہ دستور زمانہ کا دستور ہے کہ اولاد والی پر بے اولاد کو کیسا حسد ہوتا ہے قابو پاکر ہلاکت کا قصد ہوتا ہے موقع پاکر سوت اور اسکی اولاد کی شکایت اصل اصل تو کجا بلکہ اور پھول پتے لگاکر کہنا پڑتا ہے شوہر اگر فہمیدہ ہوئے تو تحقیق حال کی اور اگر مرید زن ہوئے تو بیچاری زوجہ اور اسکی اولاد پر قیامت آگئی یہی حسد تو شیخین کے دلون مین مثل نشتر گھس گیا تھا اب کون تھا کہ فاطمہ کی دلداری دختر رسول کی غمخواری کرے خلفا کے ہاتھ اچھا موقع آیا کہ جسکا بالآخر یہ نتیجہ ہوا کہ آل نبی کو قوت کا محتاج کردیا اور خود کیسے چین اڑائے چنانچہ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین لکھا ہے کان ابوبکر و عمر یعطیان عائشہ فی کل سنۃ عشرۃ الاف درہم یعنی ابوبکر و عمر عائشہ کو ہر سال دس ہزار درہم دیا کرتے تھے اور درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے کہ جس حساب سے بحساب سیر انگریزی ۶۲ سیر ۸ چھٹانک ۱ تولہ ۸ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور عثمان نے تو بیت المال کو ایسا شیر مادر سمجھا کہ بنی امیہ کو مالا مال کردیا چنانچہ حبیب السیر ج ۱ ص ۱۷۶ جز ۴ مین ہے و ذو النورین در زمان خلافت جمعی از قرابتان خود را کہ بفسق و ظلم مطعون بودند بایالت ولایات فرستاد و بسبب استیلای ایشان خواطر طائفہ از اشراف و اعیان از خلافت قدوہ اہل کمال گرفتہ انفتاح ابواب فتنہ و غوغا اتفاق افتاد الضاً ص ۱۹ ج ۳ مین ہی و قوی ترین اسباب مخالفت طوائف ایشان با خلیفہ سوم آن بود کہ ذو النورین در اوان خلافت بلاحظہ صلہ رحم جمعی از خویشان خود را کہ مطعون بفسق و ظلم بودند بایالت ولایات فرستاد و آن ظلمہ را بر طوائف برایا استیلا تمام داده اکابر

اصحاب را از مناصب معزول ساخته ایضاً ۲۲ مین ہے ہرچند رعایا از ظلمہ
بنی امیہ و سائر عمال او شکایت نمودند رقم عزل بر صحیفہ آن طبقہ نکشید اور
روضۃ الصفا ج۲ ... مین ہے کہ عثمان اصحاب رسول را از اعمال
عزل فرمودہ بجوانان اقرباء اہلبیت خویش کہ بنی امیہ بودند داد- اور یہانتک
حد اعتدال سے بڑھ گئے کہ شاہصاحب نے تحفہ مطاعن عثمان طعن سوم مین
لکھا ہے کہ عثمان میگفت اگر بدست من کلید ہائے جنت بدہند البتہ من بنی امیہ
رامی دہم تا ہیچکس از اینہا بیرون نماند ہمہ در بہشت داخل شوند یہ وہی بنی امیہ
ہین کہ جنکے بارہ مین تطہیر الجنان واللسان ۱۵۲ مین ہے شر العرب
بنو امیہ یعنی عرب مین سب سے زیادہ بدتر بنی امیہ ہین ایضاً سطر ۱۶ مین ہے کان
ابغض الناس الی رسول اللہ بنو امیہ یعنی حضرت کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن بنی
امیہ تھے اور ایضاً ۱۵۵ مین ہے وآفتہ ہذا الدین بنو امیہ اور آفت
اس دین کی بنی امیہ ہین اور تفسیر نیشاپوری مین شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ
ہین اور کنز العمال ۵ مین ہے وکتب لمروان بخمس مصر یعنی مروان کو
عثمان نے خمس مصر لکھدیا اور شیخ عبد الحق نے رجال مشکوۃ ۵۵ مین لکھا ہے
وکتب لمروان خمس افریقیہ واعطی قرباءہ واہلبیتہ المال وتاول
فی ذلک الصلۃ التی امر اللہ بہا وقال ان ابابکر وعمر ترکا من ذلک
ماہو لہما وانی اخذتہ فقسمتہ فی اقربائی یعنی عثمان نے مروان کو خمس
افریقہ لکھدیا اور اپنے اقرباء اور اہل بیت کو مال عطا کیا اور اسکا نام صلہ رحم رکھا
کہ جسکا حکم خدا نے کیا ہے اور کہتا تھا کہ ابوبکر و عمر نے اس مال کو ترک کیا کہ انکے

کتاب الامارۃ خلافت عثمان ۱۲ ... در ترجمہ عثمان ۱۲ ... یہ مضمون ... نعم اور کتاب مختصر فی اخبار البشر مطاعن عثمان مین بھی ... ۱۲

واسطے ہی تھا اور بیٹے لیکر اپنے اقربا پر تقسیم کردیا اور روضۃ الصفا ج ۱ ص ۱۸۳ مروان
بن الحکم بن العاص کہ بسبب بے ادبی او حضرت مقدس نبوی دیار دکردہ با فرزندانش
از مدینہ اخراج نمودہ دابو بکر یکمنزل اورا بیشتر راندو عمر کذالک عثمان برقم قبول بر صفحہ
حال او کشیدہ ایشان را بمدینہ آوردہ دختر خویش بمروان بن حکم داد و دختر دیگر بہ برادرش
حارث بن حکم در سلک ازدواج کشیدہ از بیت المال خواستہ فراوان بایشان بخشید و از خمس
وغنائم افریقہ عطایاے آمال مروان را گرانبار گردانیدہ وزیر خویش ساخت اور حبیب السیر
ج ۲ ص ۱۷۲ جز ۴ میں ہے حکم بن ابی العاص واولادش مروان وحارث را کہ مطرود ومردود حضرت
مقام محمود بودند بمدینہ طلبید و مروان را وزیرد داماد خود ساخت وحارث رانیز دختر دادہ
مبلغہاے گرامند از بیت المال مسلمانان باین دو برادر وپدر ایشان بخشید اور ابن
ابی الحدید نے لکھا ہے روی الزبیر بن بکار عن الزھری قال لما اتی عمر بجواھر
کسرائے وضع فی المسجد فطلعت علیہ الشمس فصار کالجمر فقال لخازن بیت المال
ویحک ترضی من ھذا واقسمہ بین المسلمین فان نفسی تحدثنی انہ سیکون
فی ھذا بلاء وفتنۃ بین الناس فقال یا امیر المومنین ان قسمتہ بین المسلمین
لم یسعھم ولیس احد یشتریہ لان ثمنہ عظیم ولکن تدعہ الی قابل فعسی
اللہ ان یفتح اللہ علی المسلمین بمال فیشتریہ منھم من یشتریہ قال ارفعہ
فادخلہ بیت المال وقتل عمر وھو بحالہ فاخذہ عثمان لما ولی الخلافۃ فحلی
بہ بناتہ یعنی زبیر بن بکار نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جواہر کسریٰ عمر کے
پاس آئے اور مسجد میں رکھے گئے پس اُسپر آفتاب نے طلوع کیا تو وہ مثل آگ کی چمکنے لگے
پس عمر نے خزانچی بیت المال سے کہا کہ تو راضی ہے کہ اسکو مسلمانوں پر تقسیم کردیا جائے

میرا دل یہ کہتا ہے کہ عنقریب اس مین بلا و فتنہ آدمیون مین ہوگا خزانچی نے جواب دیا
کہ اے امیر المومنین اگر اسکو مسلمانون پر تقسیم کریگا تو اسقدر مسلمانون کو وسعت نہین
ہے اور ایسا کوئی نہین ہے کہ اسکو خریدلے کہ اسکی قیمت بہت ہو لیکن اسکو سال
آیندہ کیلئے چھوڑ دیا جائے شاید کہ مسلمانون کو خدا کشادگی عطا کرے اور اسکو
کوئی خریدے راوی کہتا ہے کہ وہ بیت المال مین جمع کر دیا جب عمر مارا گیا تو
وہ موجود رہا جب عثمان خلیفہ ہوا تو اس سے اپنی لڑکیون کو آراستہ کر دیا پس
ایسے ہی خلفاء کے بارہ مین مشکوٰۃ اور مصابیح مین لکھا ہے عن ابی ذر
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف وانتم وائمتہ بعدی لیتا
ثرون بھذا الفی قلت اما والذی بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقی
ثم اضرب بہ حتی القاک قال افلا ادلک علے خیر من ذلک تصبر
حتی تلقانی رواہ ابو داؤد یعنی ابو ذر سے منقول ہے کہ رسالتماب نے فرمایا کہ
تم اُس روز کیا کروگے کہ بعد میرے ایسے امام ہونگے کہ جو اس مال فی کو کھا
جاوینگے کہا بیٹے کہ قسم ہے اسکی کہ جسنے آپکو بحق مبعوث کیا ہے مین اپنی تلوار اپنے
کاندھے پر رکھکر اسقدر جہاد کرونگا کہ شہید ہو کر آپ سے ملاقات کرون حضرت نے
فرمایا کہ مین تمکو ایسے امر کی ہدایت کرتا ہون کہ جو اس سے بہتر ہو تم مصائب پر
صبر کرنا تا اینکہ مجھسے ملاقات کرو اسکو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث
سے یون تو بہت فواید مستنبط ہوتے ہین لیکن یہان دو فائدے قابل بیان ہین
اولاً حضرت نے ابو ذر سے فرمایا ہے کہ تم ایسے امامون سے بچنا کہ جو بیت المال
کو کھا جاوین تو اب دیکھنا چاہیے کہ زمانہ ابو ذر مین کون کون امام ہوئے حضرت نے

سنہ ۱۱ ہجری مین وفات پائی اور ابوذر کی وفات بنا بر حبیب السیر سنہ ۳۲ ہجری
مین ہے اور بنا بر روضۃ الصفا ۲۶۵ در سنہ اثنی وثلثین جمعی از صحابہ کبار
مثل عباس بن عبد المطلب و عبد الرحمن بن عوف و ابو طلحہ و عبد اللہ بن مسعود و
ابوذر غفاری وفات یافتند اس مدت مین کون کون امام ہوئے بجز ابو بکر و عمر و
عثمان کے اور کوئی نہین ہوا پس ان تینون سے حضرت نے پرہیز کرنیکا حکم فرمایا
ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ لوگ بیت المال کو خورد برد کر جاوینگے ورنہ اور ائمہ تجویز
کئے جاوین کہ زمانہ ابوذر مین ہوئے ہون اور بیت المال اُنکے قبضہ مین رہا ہو
ثانیاً حضرت نے ابوذر کو حکم بصبر فرمایا ہے کہ جو جہاد سے افضل ہے اور کس نے
ابوذر کو ستایا شاہ صاحب نے تحفہ مطاعن عثمان طعن پنجم مین لکھا ہے پس
عثمان خشمناک شدہ ابوذر را گفت کہ ازین شہر بدر رود ابوذر بربذہ رفت وتا آخر
حیات خود ہمانجا بود اور روضۃ الصفا ۲۶۹ مین ہے کہ در حین خروج
ابی ذر عثمان حکم کرد کہ ہیچکس بہ تشییع او اقدام ننماید امیر المومنین علی و عمار
یاسر بمشایعت او بیرون رفتند تعجب ہے کہ مروان کہ جسکو رسول زمان اور شیخین نے
شہر بدر کرادیا تھا اسکو تو عثمان نے وزیر کر دیا اور ابوذر کو کہ جو صحابہ کبار سے
تھے انکو شہر بدر کر دیا اور اس ذلت سے کہ کوئی ساتھ نجاوے مگر جناب امیرؑ پھر بھی
گئے اب قول عثمان کو ترجیح ہے یا فعل جناب شاہ مردان کو جس خلیفہ کا وزیر مروان
سا مطرود و مردود ہو اس خلافت پر افسوس اور تف ہے ع گر ہمین مکتب و
ہمین مُلّا ؛ کار طفلان خراب خواہد شد : آمدم بر سر مطلب اب صاحبان انصاف
و شرفائے اہل اسلام غور فرماوین کہ ہر خلیفہ نے اپنی اپنی نورچشمونکی تنخواہین کر دین اور جو اسرا

دعطایا سے گھر بھردیا مگر فاطمہ کا کسی نے کوئی حبہ مقرر نکیا تمام بنی اُمیہ توحکومتون پر
مقرر ہون اور حضرت علی باغون مین آب کشی کرین کیا بنی ہاشم مین کوئی
اس لیاقت کا نتھا مگر یہ خیال تھا کہ بنی ہاشم کو فروغ ہونا ہی اچھا نہین
فاطمہ کی تواضع ثمرقندی ہی کرلی ہوتی منظور فرماتین یا نہ فدک ہی دیدیا ہوتا
صدقہ کھانے کا گناہ سیدہ کو ہوتا مگر اپنی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا نہ لگاتے اپنی
پشت پر یہ گناہِ عظیم نہ اٹھاتے اولادِ رسول تو فاقہ کرین عائشہ کے دس ہزار
درہم سالانہ مقرر ہون فاطمہ کی تو چادر رہن ہوتی پھرے دختران عثمان زیور و
جواہرات سے آراستہ و پیراستہ ہون فقط دامادون کی خوشی کے لحاظ سے ع
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا ؛ کچھ جاگیر جو عطیہ رسول کبیر تھی تو وہ بھی
آنکھون مین مثل خار کھٹکتی رہی آخر ضبطی آگئی[لطیفہ] لطیفہ دروغگو را حافظہ نباشد
اگر خلیفہ صاحب اس حدیث کی یون گھڑت کرتے کہ انا بنی اللہ اور ث وجمیع
مالی صدقۃ تو یہ حدیث بکری مخصوص ہمارے حضرت کے بارہ مین ہوتی اور
دراہم و دنانیر اور زرنقد و آراضی و باغات وغیرہ سب آجاتے اور آیات نمبر اول
و دوم خارج از بحث ہوتی کہ انمین وراثت سلیمان و ذکریا کا ذکر ہے اور متنازعہ
فیہ وراثت محمد مصطفیٰ ہے مگر عیب کرنیکو بھی ہنر درکار ہے ابوبکر نے بخوف خلیفہ
ثانی لاثانی قانون ضبطی گھڑا اگر بوڑھے کی عقل بھی بوڑھی ہوتی ہے یا جہان
دیدہ آدمی تھا عمر کی بھی تسلی کردی اور پردہ بھی رکھ لیا کہ عقلا خود سمجھ لینگے
کہ یہ قانون ضبطی خلاف قرآن ہے متروک ہوجاویگا معترض صاحب تو فیصلہ
بکریہ کو موافق حدیث کافی بتلاتے تھے اب وہ فقرہ بھی ہاتھ سے گیا ع

بیچارہ خر آرزوے دُم کرد :: نایافتہ دم دو گوش گم کرد **خاتمہ**

اب رہا یہ امر کہ اگر فدک حق جناب سیدہ تھا تو حضرت علیؑ نے اپنے عہد کرامت مین اُسپر قبضہ مالکانہ کیون نہ فرمایا اور بدستور فقرا و مساکین پر کیون تقسیم کرتے رہے یہ قول قائل لاطائل شل بول بوجوہ عدیدہ مردود ہے اولاً واپس نہ لینا سائل کو کیونکر معلوم ہوا جب تسلط ظاہری حضرت کو کل اموال و حقوق اور سہم رسول پر زمانہ خلافت مین ہوگیا پس قبضہ اسی سے ثابت ہے۔ جس کا سائل خود اقرار کرتا ہے۔ رہا فقرا و مساکین کو تقسیم کرنا وہ کونسا مال و متاع ذاتی حضرت کا تھا جس کو فقرا و مساکین پر تقسیم نکرتے تھے حتی کہ اُجرت آبپاشی وغیرہ کی بھی خود اپنے بازو سے پیدا کرتے تھے وہ بھی راہ خدا مین دیدیا کرتے تھے۔ تمام کتب سیر اور تاریخ اس بات پر گواہ ہین ایضاً چونکہ زمانہ حیات رسول صلعم مین بھی آمدنی فدک کی بعد اپنے ضروری مصارف اہل بیت کے فقرا اور مساکین کو دیجاتی تھی چنانچہ اوپر مذکور ہوا۔ اگر زمانہ خلافت ظاہری مین بھی بتاسی اور پیروی رسول خدا کے یہی طریقہ جاری رکھا۔ اس سے قبضہ مالکانہ نکرنا کیونکر ثابت ہوا ہان اگر مروان کا قبضہ بموجب عطیہ عثمان آپ نہ اٹھاتے اس وقت یہ شبہ کسی قدر قابل جواب تھا اس کو تو خود سایل قبول کرتا ہے کہ حضرت آمدنی فدک کی فقرا اور مساکین کو تقسیم فرماتے تھے :: **ثانیاً** واپس نہ لینا فدک کا اگر محض قیاسی طور پر سائل کہتا ہے اس کا جواب تو ہوچکا اور اگر کوئی روایت جناب امیرؑ سے اسی مضمون کی بطرق اہل سنت

بلکہ بطرق اہل سنت ہی سائل نے پائی ہو اور اس روایت سے یہ ثابت ہو
کہ حضرت نے کبھی ایک حبہ آمدنی فدک اپنے اور اولاد اور دونہ جناب سیدہ مین
خرچ نہین فرمایا بلکہ منادی کردی کہ فدک ہمارا حق نہین ہے اور ہم اسکو
صحیح بھی تسلیم کرین اس وقت ہمارا جواب یہ ہوگا کہ حضرت نے اسواسطے
واپس نہ لیا کہ واپس لینے مین شیخین مواخذہ وائمہ غصب سے بری ہوجاتے
اور جناب امیر ایسے رنجیدہ تھے کہ یہ گوارا نہوا کہ اب بھی وہ رہا ہون بلکہ بخوشی
خاطر یہی مد نظر رہا کہ وہ اس بدعت تازہ اور ظلم بے اندازہ مین ابدالآباد
گرفتار رہین ثالثا امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ انا اہل بیت
لا نسترجع شیئا اخذ منا ظلماً یعنی ہم اہل بیت خود اُس چیز کو
واپس نہین لیتے کہ جو ہم سے بظلم غصب کرلی جاوے چنانچہ رسول خدا
نے اپنے مکانات مکہ کو کہ جو کفار نے چھین لئے تھے واپس نہ لیا یہی عمل
وصی رسول نے بھی کیا یعنی جیسا کہ بیت اللہ سے تعلق ایمان و اسلام کا تھا
ویسے ہی تعلق خلافت سے بھی ایمان و اسلام و ہدایت کا تھا جیسے
بوے طمع مکانات پر قبضہ کرنے سے آتی تھی ویسے ہی بوے طمع قبضہ
فدک پر آتی تھی جیسے بیت اللہ پر قبضہ کفار و بُت و بُت پرستان رہا ایسے
ہی خلافت خلفاء جبار و صنمی قریش و پرستان صنمی قریش کے قبضہ مین رہی
جیسے آنحضرت نے ابتداء جہاد کرکے مکہ کو نہ لیا اور سکوت و ترک جہاد فرمایا
اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ حضرت کا قبضہ مکہ پر ناجائز ہوا اور زمانہ سکوت
مین حضرت کا حق مکہ مین نہوا ایسے ہی جناب امیر نے بھی ابتداء جہاد کرکے خلافت

کو نہ لیا اور سکوت و ترک جہاد فرمایا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت
علی کا قبضہ خلافت ظاہری پر ناجائز ہوا ہو اور زمانہ سکوت مین حضرت کا
حق خلافت مین نہو جیسے مکہ پر تسلط آنحضرت کا بلا خونریزی ہوا اور بعد مدت
کے حق نے رجوع کی ایسے ہی خلافت ظاہری پر تسلط حضرت کا بغیر لڑے
بھڑے ہوا اور بعد ایک مدت کے حق نے رجوع کی اور قطع نظر اسکے اگر
غاصب خود بخود حق اہل بیت کو واپس کردے تو اہل بیت کو لینا ناجائز ہی
نہین کہ حدیث مین استرجاع کا لفظ ہے یعنی زیادہ خواہش نہین کرتے کہ
واپس کردے تا وقتیکہ کوئی شے متبرک تبرکات بزرگان سے نہ ہو بلکہ واپس
لینے مین بعض اوقات مین مصلحت بھی ہوتی ہے جیسے کہ بعض کتب مین ہے
کہ فدک عمر بن عبد العزیز نے امام محمدؑ باقر کو واپس کردیا فقط منشاء امام یہ تھی
کہ لوگ سمجھ لین کہ ابو بکر نے جو فیصلہ کیا تھا وہ ناحق تھا اور محض غصب کا
بہانہ تھا اگر حقہ ہوتا تو امام محمد باقر کیون لیتے آدمی کے مصالح تو ہر شخص سمجھ
ہی نہین سکتا علوم اہلبیت کو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے چنانچہ پہلے گذرا اگر حق
فقرا ہوتا تو امام محمد باقرؑ ہرگز نہ لیتے رابعاً اگر حضرت امیر کسی بدعت کو اٹھانا
چاہتے تھے تو پرستان ضمی قریش ملکر غل و شور کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ جب
حضرت امیرؑ نے نماز تراویح کو منع کیا تو سب لوگ در مسجد پر آکر واعمراہ واعمراہ کی
فریاد کرنے لگے چونکہ غصب فدک بھی ایک بدعت بکریہ تھی اسمین بھی یہی خیال
تھا کہ پرستان ضمی قریش ملکر غل و شور نکرین خامساً خلافت مین بوے
دینویہ نہ تھی اور فدک مین بوے دنیویہ تھی اگر فدک پر قبضہ کرتے تو پرستان

صمی قریش کو بھی خیال خام ہو تا کہ حضرت علی علیہ السلام خلافتِ ظاہری کو بطمع دنیا چاہتے تھے اب صاف معلوم ہوگیا کہ حضرت امیرؑ کو دنیا سے مطلق غرض نہ تھی کہ اُس کو آپ نے تین طلاق دی تھی بلکہ محض ہدایت امت مقصود تھے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۲۵ ہجری

خاتمۃ الطبع

فہرست تالیفات حقیر

(۱) زینۃ المجالس جلد اول چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی۔ (۲) زینۃ المجالس جلد دوم (۳) زینۃ المجالس جلد سوم (۴) دمع ذروف ترجمہ لہوف مطبوعہ۔ (۵) درہ حیدریہ لنقض فیصلہ بکریہ در بحث فدک مطبوعہ۔ (۶) رسالہ طیش شرح دعاے صنمے قریش در مناظرہ۔ (۷) وسیلۃ المضطرین در ادعیہ وسعت رزق وادائے حاجت وطلب اولاد وغیرہ۔ (۸) تحریر آل خوین در مصائب وعقد جناب قاسم بنا بر فتاوے علمائے لکھنؤ وعراق۔ (۹) کنز البرکات در حج وزیارات۔ (۱۰) ذخیرۃ الاحکام در فقہ۔ (۱۱) ترجمہ عین الحیات در موعظہ۔ (۱۲) تحریر دلپذیر در لف حریر مناظرہ (۱۳) مقاصد بہیہ فارسی شرح الفیہ فقہ۔ (۱۴) مجموعہ مسائل اہلسنت قابل عبرت اہل اسلام۔ (۱۵) المنشار لقطع الاحجار تین سوالات مشکلہ کا جواب۔ (۱۶) نار حامیہ در مناظرہ۔ (۱۷) پیراہن یوسفی در مصائب مشتمل بر ۳۰ روایات۔ (۱۸) مثنوی عقائد اثنا عشریہ۔

قطرہ قطرہ سیلے گردد

اگر مومنین سادات بارہ ہیں کہ جنکی تعداد ۳۵ پینتیس ہزار تخمیناً ہوگی۔ فقط کہاں عقیقہ وقربانی اور کاشتکار مقدار رسولی سے امداد فرماویں اور علی ہذا اگر غمی وشادی کے مصارف سے فیصد ایک روپیہ بھی عطا فرماویں تو تمام مومنین سادات بارہ کی تعلیم دینی ودنیوی کیواسطے کافی ہوسکتا ہے مگر اسکو اپنے اوپر لازم سمجھ لینا اور اپنا کام سمجھنا ضرور ہے اور پھر انجمن جعفریہ مظفر نگر کا چلنا کیا دشوار ہے۔

راقم۔ سید محمد حسین عفی عنہ مولف رسالہ ہذا

اہلسنت ملاحظہ نکریں ورنہ شکایت معاف

غلطنامہ رسالہ درہ حیدریہ لنقض فیصلہ ابی بکریہ											
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	فبض،	فیض	۵	۱۴،۱۶	محیضہ	محیصہ	۹	۸ حاشیہ	معاملہ	معاملہ فدک
۱۲	۶	اررگ	اور ایک	۱۲	۱۱	فشھوت	فشہدت	۱۲	۱۴	عزیز	عزیز تر
۲۳	۱۷	یجفہ	یجوز	۲۰	۱	معافم	معارفہم	۲۰	۱	ثوابہ	جوابہ
۳۵	۱۱	والصائغین	+	۲۹	۱۰	التعال اور	التعال	۳۵	۷	ابوبکر	ابا بکر
۴۲	۷	بیتا	بینیا	۳۸	۸	٤	+	۴۰	۱۸	ہیں	ہیں ہے
۴۴	۳	الاشین	الانثیین	۴۲	۹	او	اذ	۴۳	۱۰،۱۲	المواصفین	الموصفین
۶۵	۱	اتلتی	تلثی	۴۴	۱۷	یجوزلا	لایجوز	۴۶	۱۸	ور	اور
				۶۹	۱۵	یتہز	یتنز	۷۷	۹	خود	جو

رسائل مفصل ذیل عنقریب شائع ہونگے

۱ مقاصد بہیہ فارسی شرح الفیہ فقہ مولفہ جناب حاجی شیخ حسین صاحب مجتہد کربلاے وجناب مولوی سید محمد حسین صاحب مجتہد لکھنوی وجناب مولوی مرزا ابوالقاسم صاحب نجفی مدظلہم ۲ تحریر الاخوین در عقد جناب قاسم فتاوے مجتہدین عراق ولکھنو۔ ۳ المنشار لقطع الاحجار تین سوالات مشکلہ کا جواب مولفہ جناب مولوی سید سبط حسن صاحب مجتہد لکھنوی مدظلہم ۴ پیراہن یوسفی در مصائب مشتمل بر سے روایات۔ ۵ مثنوی عقائد اثنا عشریہ مولفہ جناب مولوی سید سبط حسین صاحب قبلہ مجتہد لکھنوی۔ ۶ دمع ذروف ترجمہ لہوف مولفہ علمار لکھنو چھپ کر شائع ہوگیا ہے مومنین جلد طلب فرمادیں۔